تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا

اے بے خبر! بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

ماہنامہ الفرقان ربوہ

نومبر ۱۹۶۶ء

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ کا وصال

۱۳- اکتوبر ۱۹۶۶ء کے روز آسمان روحانیت کا ایک ماہتاب، اور علم وفضل کا ایک درخشندہ ستارہ غروب ہو گیا اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا شمس صاحب نے ساری زندگی اسلام کی خدمت میں بسر کی۔ وہ عمر بھر دشمنان حق کے مقابل پر سینہ سپر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پختہ عزم اور آہنی ارادہ بخشا تھا۔ سچائی کی حمایت میں وہ ایک برہنہ تلوار تھے۔ ان کی زبان حق کے لئے گویا تھی اور ان کا قلم سچائی کا علمبردار تھا۔ وہ متحدہ ہندوستان میں عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ پر کامیاب مناظر تھے۔ طول و عرض ہند میں انہوں نے احمدیت کی تائید میں تقاریر کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو موقعہ دیا کہ وہ سالہا سال بلاد عربیہ میں خدمت دین بجا لائیں۔ پھر انہیں یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ انگلستان میں لمبے عرصہ تک کسر صلیب کا فریضہ انجام دیں۔ ہر قسم کی مشکلات کے باوجود حضرت شمس صاحب رضی اللہ عنہ ایک کامیاب ترین مبلغ دین ثابت ہوئے اور ہر میدان میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید فرمائی۔ انہیں اللہ تعالیٰ پر کامل توکل تھا باقاعدہ تہجد پڑھنا اور پر سوز دعائیں کرنا ان کا شیوہ تھا۔ وہ ایک صاحب رؤیا و کشف بزرگ تھے۔ سلسلہ احمدیہ کے لئے خاص غیرت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکی خدمات کو نوازا اور انہیں دینی و دنیوی برکات سے بہرہ ور فرمایا وہ نہایت کامیاب اور قابل رشک زندگی گزار کر اپنے مولیٰ کے پاس جا پہنچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ان کو اپنی رضا کے ثمرات سے متمتع فرماتا رہے۔ آمین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مولانا شمس صاحب آپ کے مضبوط بازو تھے۔ حضور نے اسی لئے آپ کو **خالد** کے خطاب سے نوازا تھا۔ خلافت ثالثہ کے آغاز میں بھی آپ نے جلیل القدر خدمات سرانجام دی ہیں گو آپ کو نہایت قلیل عرصہ ملا ہے۔

ایک مشہور قول ہے "موت العالم موت العالم" کہ عالم کی موت جہان کی موت ہے یہ مقولہ حضرت مولانا شمس پر پوری طرح منطبق ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے تمام حلقوں میں مولانا کی وفات کا شدید صدمہ محسوس کیا گیا ہے۔

آپ پر قیام دمشق کے زمانہ میں خنجر سے حملہ کیا گیا تھا۔ زخم مہلک تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحت عطا فرمائی اور عرصہ دراز تک خدمت دین کی توفیق بخشی۔ اب آپ کی وفات بھی اچانک اور دوسرے مقام پر (سرگودھا میں) ہوئی ہے گویا آپ حدیث 'موت غربۃ شہادۃ' کے مصداق ثابت ہوئے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔ آمین (ابوالعطاء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۶ شمارہ ۱۱	ماہنامہ **الفرقان** ربوہ نومبر ۱۹۶۶ء	رجب و شعبان المعظم ۱۳۸۶ ہجری قمری نبوت ۱۳۴۵ ہجری شمسی

تبلیغی اور تربیتی مجلّہ

ترتیب

• بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت	ایڈیٹر	صفحہ ۲
• مدیر فاران لاجواب ہو گئے	”	۸
• البیان (ایک رکوع کا سلیس ترجمہ و مختصر تفسیر)	”	۹
• معراج نبویؐ کے متعلق جماعت احمدیہ کا عقیدہ	حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۱۳
• یسوع مسیح کی صلیبی موت	ایڈیٹر	۱۴
• حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے متعلق پیشگوئیاں	جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ	۱۷
• شذرات	ادارہ	۲۵
• مغرب میں عیسائیت کے جدید رجحانات	جناب ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر	۳۲
• طوفانِ نو بہار (نظم)	جناب نسیم سیفی صاحب	۳۷
• غیر مبائع بھائیوں سے چند ضروری باتیں	ایڈیٹر	۳۸
• از ماست کہ بر ماست (نظم فارسی)	ماخوذ از رسالہ صوفی	۴۱
• مسئلہ صحت اور طب اسلامی	جناب ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب	۴۲
• حمد الٰہی (نظم)	جناب خواجہ عبدالمومن صاحب	۴۴

قواعد و ضوابط

(۱) رسالہ الفرقان بالعموم ہر ماہ کی دس تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

(۲) سالانہ چندہ پیشگی آنا ضروری ہے۔

(۳) سالانہ چندہ:-

- پاکستان و بھارت : چھ روپے
- دیگر ممالک : تیرہ شلنگ

(۴) تاریخ اشاعت سے پندرہ دن کے اندر رسالہ نہ ملنے کی اطلاع پر دوبارہ بھیجا جا سکتا ہے بعد ازاں قیمت ادا کرنے پر بھیجا جاتا ہے۔

ایڈیٹرز

ابو العطاء جالندھری

عطاء الکریم شاہد بی۔اے

عطاء المجیب راشد ایم۔اے

قیمت فی پرچہ سا ٹھ پیسے

ادارية

بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت

مولوی ثناء اللہ صاحب کا آخری بیان

بہائیوں کے رسالہ بہائی میگزین لاہور نے "خدائی کا دعویٰ نہیں" کے زیر عنوان لکھا ہے کہ:۔

"۱۹۲۴ء میں جب قادیان میں کچھ اہل بہاء برپا ہوئے اور امر بہائی کی خدمت کے لئے اخبار و مجلہ کوکب ہند شائع ہونا شروع ہوا تو اہل قادیان کی طرف سے یہی الزام لگایا گیا کہ حضرت بہاء اللہ نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔" (نومبر ۶۶ء)

بہائی میگزین نے اس "الزام" کی تردید میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے کچھ اقتباسات درج کئے ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مولوی صاحب نے اوائل میں اپنے ناقص مطالعہ کی بناء پر لکھ دیا تھا کہ بہاء اللہ نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے اور خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ پھر محض احمدیت کی مخالفت میں کچھ عرصہ اس پر اصرار بھی کرتے رہے۔ مگر جب ہم نے بہائیوں کے حوالہ جات سے بدلائل ثابت کر دیا کہ بہاء اللہ کا دعویٰ ہرگز ہرگز نبوت و رسالت کا نہیں ہے اور نہ ہی بہائی اسے نبی و رسول مانتے ہیں تو آخر کار مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھنا پڑا کہ:۔

"ہم تو یہی سمجھتے تھے کہ کسی انسان کے لئے سب سے بڑا دعویٰ نبوت اور رسالت ہے اسلئے **ہم آج تک** کہتے رہے کہ شیخ بہاء اللہ **نبوت کے مدعی تھے** مگر آج انکی جماعت کے آرگن کوکب ہند نے ہمارے اس خیال کی بڑی سختی سے تردید کی۔"

پھر اسی سلسلہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا کہ:۔

"ہمیں کیا ضرورت کہ ہم ان کی نبوت پر اصرار کریں اور ہمارے فاضل نامہ نگار مولوی محمد حسین صابری بریلوی کو کیا مطلب کہ وہ قادیانیوں کے حملے سے ان کی مدافعت کریں کہ شیخ بہاء اللہ نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ پس صابری صاحب ان دونوں (قادیانیوں اور بہائیوں) کو چھوڑ دیں کہ باہمی نمٹ لیں۔ ہم کاہے کو کسی کا مسلّم عقیدہ تبدیل کریں یا تبدیل کرنے پر زور دیں۔ بلکہ ہم وہی کہیں گے جو خود بہائی اپنا عقیدہ ظاہر کریں گے۔" (اخبار اہلحدیث امرتسر ۶ جولائی ۱۹۲۹ء)

پس جہاں تک مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقالہ سے استدلال کا تعلق تھا بہائی مدیر کی عمارت ریت پر تھی جو بیوند

خاک ہوگئی۔

بہائی بہاء اللہ کو کیا مانتے ہیں؟

اب سوال یہ ہے کہ بہائی بہاء اللہ کو کیا مانتے ہیں تو خود مولوی محفوظ الحق صاحب علمی مدیر بہائی میگزین لاہور اپنے قلم سے لکھ چکے ہیں کہ :-

(الف) "نہ تو آیۂ مبارکہ میں نبی کا لفظ ہے نہ فرقان کے موعود کو نبی کہا گیا۔ تو اہل بہاء حضرت بہاء اللہ **جَلَّ ذِکْرُہُ الْاَعْظَمُ کو نبی مانتے ہیں** اور کوکب ہند میں بارہا اس کا اعلان کیا جا چکا ہے"۔ (کوکب ہند دہلی ۱۷ مئی ۱۹۲۸ء)

(ب) "اہل بہاء **دورِ نبوت** کو ختم جانتے ہیں۔ اُمتِ محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے اسلئے خدا کی قدرت کے **نئے ظہور** کو تسلیم کرتے ہیں جو **نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا ہے** اور یہ دورِ نبوت کے ختم ہونے کا کھلا اعلان ہے اسی لئے اہل بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعود کل ادیان نبی یا رسول ہے بلکہ اس کا ظہور **مستقل خدائی ظہور ہے**"۔ (کوکب ہند دہلی ۲۴ر جون ۱۹۲۸ء)

ظاہر ہے کہ ان عبارتوں کے یہی معنے ہیں کہ بہائی لوگ بہاء اللہ کو نبی اور رسول نہیں مانتے بلکہ وہ اس کے ظہور کو **نبوت سے آگے اور مستقل خدائی ظہور** کہتے ہیں۔ تمام اہل عقل کے نزدیک یہی ادعائے الوہیت ہے نبوت سے آگے مستقل خدائی ظہور الوہیت ہی کا دوسرا نام ہے نہ کم نہ زیادہ۔

ایک بہائی مبلغ سے مکالمہ

بہائی لوگ بہت ہوشیار واقع ہوئے ہیں وہ ایسے **اعترافات** کے باوجود بھی کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہم بہاء اللہ کو خدا نہیں مانتے۔ اس انکار سے ان کا خاص مقصد ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ بہاء اللہ کے بعض فقرات بھی پیش کر دیتے ہیں جن میں اس نے اپنی **انسانیت** کا اقرار کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی ہیں۔ یہ صورتِ حال بعض ناواقف لوگوں کے لئے مغالطہ دہی کا باعث بھی بن جاتی ہے اسلئے وضاحت کی ضرورت ہے۔

کچھ عرصہ ہوا ایک بہائی مبلغ سے میری گفتگو ہوئی۔ بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت کے بارے میں میں نے اس سے کہا کہ **پہلے** آپ یہ ذہن نشین کر لیں کہ ہم جب کسی کو مدعیٔ الوہیت کہتے ہیں تو اس کے یہ معنے ہرگز نہیں ہوتے کہ وہ اپنے انسان ہونے کا منکر ہے۔ جب ایک شخص سب لوگوں کو چلتا پھرتا، کھاتا پیتا، سوتا اور جاگتا نظر آتا ہے تو وہ اس کی

انسانیت کا انکار کیونکر کر سکتے ہیں اور وہ خود کس طرح جرأت کر سکتا ہے کہ کہہ دے کہ میں انسان نہیں ہوں؟ آج تک کوئی مدعیٔ الوہیت ایسا نہیں ہوا جس نے سرے سے اپنی انسانیت کا انکار کر دیا ہو۔ نہ ہی کسی کو مدعیٔ الوہیت ماننے والے ایسے ہوئے ہیں کہ وہ اس کی انسانیت کے منکر ہوں۔ میں نے کہا کہ قرآن مجید نے عیسائیوں کو مسیحؑ کی الوہیت ماننے کا مجرم قرار دیا ہے مگر کیا عیسائی مسیحؑ کی انسانیت کے منکر ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ مسیحؑ کو انسان مان کر خدا مانتے ہیں۔ خود اناجیل میں مسیحؑ کی انسانیت کی صراحت ہے۔ اس کا نام ہی **ابن آدم** رکھا گیا ہے۔ پھر انجیل والوں کو یہ بھی مسلم ہے کہ مسیح خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگا کرتا تھا مگر باین ہمہ وہ مسیحؑ کو اِلٰہ مانتے ہیں اور قرآن پاک اسی بنا پر فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔

دوسری بات بہائی مبلغ سے میں نے یہ عرض کی کہ جس طرح عیسائی لوگ حضرت مسیحؑ کو خدا مانتے ہیں بعینہٖ اسی طرح بہائی لوگ بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں۔ دونوں کے عقیدہ میں سرِ مُو فرق نہیں۔ اگر کوئی فرق ہے تو آپ بتائیں؟ اس پر بہائی مبلغ کو بجز خاموشی کچھ چارہ نہ تھا۔

تیسری بات اصولی طور پر میں نے یہ ذکر کی کہ دنیا میں یہودی[1]، عیسائی[2]، مسلمان[3] اور بہائی[4] چار گروہ ہیں ان میں سے ہر ایک اپنے پیشوا کو سب سے اعلیٰ و ارفع یقین کرتا ہے۔ اس اعتقاد کا تجزیہ یوں ہے کہ یہودی اور مسلمان اگرچہ اپنے اپنے پیشوا یعنی حضرت موسیٰؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ ترین وجود مانتے ہیں لیکن ان کے عقیدہ میں وہ نبی و رسول ہونے کے باوجود انسان ہی ہیں خدا نہیں ہیں اسلئے ان کے ہاں جہاں یہ وہ کتابیں منجانب اللہ مانی جاتی ہیں جو ان نبیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور وحی نازل ہوتی ہیں اسی طرح ان دونوں کے پیروؤں کے ہاں ان کی اپنی باتوں کے الگ مجموعے بھی ہیں جنکو **احادیث** کہا جاتا ہے۔ یہ صورتِ حال اس بات کی ناقابلِ تردید دلیل ہے کہ یہ قومیں اپنے پیشواؤں کو بہرحال انسان یقین کرتی ہیں کیونکہ وہ خدا کی وحی اور انکے کلام میں امتیاز مانتی ہیں۔ اس کے مقابل پر عیسائی چونکہ حضرت مسیحؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں اسلئے ان کے ہاں کلامِ الٰہی اور احادیث کے الگ الگ مجموعے نہیں کیونکہ وہ تو مسیحؑ کے ہر قول اور ہر بیان کو وحی ہی مانتے ہیں۔ اسی طرح بہائیوں کا حال ہے، ان کے ہاں بھی بہاء اللہ پر "نازل شدہ" وحی الٰہی الگ اور بہاء اللہ کی اپنی باتیں الگ نہیں ہیں۔ وہ لوگ بہاء اللہ کی ہر تحریر اور اس کے ہر قول کو وحی مانتے ہیں۔ اس کی لکھی ہوئی کتابوں کو نازل شدہ قرار دیا جاتا ہے۔ پس بہائی لوگ بہاء اللہ کو اسی طرح خدا مانتے ہیں جس طرح عیسائی لوگ مسیحؑ کو خدا مانتے ہیں۔ اس اصولی دلیل پر بھی بہائی مبلغ کو خاموش ہونا پڑا۔

میں نے اس گفتگو کا اس لئے ذرا تفصیل سے ذکر کر دیا ہے تاکہ دوست بہائیوں سے اس موضوع پر صحیح رنگ میں گفتگو کر سکیں اور ان کی چالاکی سے دھوکہ میں نہ آجائیں۔

ہم بہاء اللہ کو مدعی الوہیت قرار دینے میں اسلئے حق بجانب ہیں کہ :-

اوّل - خود بہاء اللہ نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس بارے میں بیسیوں عبارتیں ہیں بطور مثال اس نے لکھا ہے :-

"والذی ینطق فی السجن الاعظم انہ لخالق الاشیاء و موجد الاسماء قد حمل البلایا لاحیاء العالم۔

ترجمہ - جو اس سجن اعظم سے بول رہا ہے وہ تمام کائنات کا خالق ہے اور اسماء کا ایجاد کنندہ ہے۔ اس نے عالم کو زندہ کرنے کے لئے تکالیف برداشت کی ہیں "

(مجموعہ اقدس ص ۲۲۵)

بہاء اللہ اپنے آپ کو نبیوں کا خالق قرار دیتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو "الذی بقولہ یخلق النبیّین والمرسلین" (مجموعہ اقدس ص ۲۲۲) کا مصداق ٹھہراتا ہے کہ اس کے قول سے نبی اور رسول پیدا ہوتے ہیں۔ پھر بہاء اللہ نے خود لکھا ہے :-

انا لو نخرج من القمیص الذی لبسناہ لضعفکم لیفدینّ مَن فی السمٰوات والارض بانفسھم۔

ترجمہ - اگر ہم اس قمیص سے نکل آئیں جو ہم نے محض تمہارے ضعف کی وجہ سے پہن رکھی ہے تو آسمانوں اور زمین کے سب لوگ مجھ پر اپنی جانیں نثار کر دیں۔

ایک عیسائی کو بہاء اللہ نے لکھا :-

قد أتی الاب والابن فی الوادی المقدس۔

کہ باپ اور بیٹا دونوں اس وادیٔ مقدس میں آگئے ہیں۔ (مبین ص ۸)

اپنا مقام بیان کرتے ہوئے بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

اذ یراہ احد فی الظاھر یجدہ علیٰ ھیکل الانسان بین ایدی اھل الطغیان واذا یتفکر فی الباطن یراہ مھیمناً علیٰ من فی السمٰوات والارضین۔

کہ بظاہر دیکھنے والے کو انسانی جامہ میں ایک انسان نظر آتا ہے جو ظالموں کے سامنے ہے لیکن جب وہ باطن میں سوچتا ہے تو اسے آسمانوں اور زمینوں کا مہیمن اور قادر پاتا ہے"

(اقتدار ص ۱۱۳)

ایسے بیانات بکثرت ہیں جن سے ثابت ہے کہ بہاء اللہ کو اسی طرز پہ اِلٰہ ہونے کا دعویٰ تھا جس طرز

پر عیسائی حضرت مسیح کو خدا مانتے ہیں۔

دوم۔ بہائیوں کو بہاء اللہ نے اپنے زندہ اور فوت شدہ ہونے کی صورت میں قبلہ بنانے کا حکم دیا ہے لکھا ہے:۔

اذا اردتم الصلاة ولوا وجوهكم شطري الاقدس المقام المقدس وعند غروب شمس الحقيقة والتبيان المقر الذى قدرناه لكم۔

ترجمہ۔ جب تم نماز کا ارادہ کرو تو میری طرف اپنے منہ کیا کرو۔ اور جب آفتاب حقیقت غروب ہو جائے تو اس جگہ (قبر) کی طرف منہ کیا کرو جو ہم نے تمہارے لئے مقرر کی ہے

(الاقدس)

بہائی عملاً بہاء اللہ کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"قبلۂ ما اہل بہاء روضۂ مبارکہ است در مدینۂ عکا کہ در وقت نماز خواندن باید رو بروضۂ مبارکہ بایستیم و قلباً متوجہ بجمال قدم جلّ جلالہ و ملکوت ابہیٰ باشیم و اینست آں مقام مقدر یکہ در کتاب اقدس از قلم اعلیٰ نازل شدہ"۔

(دروس الدیانة - درس ۱۹)

ترجمہ۔ ہم بہائیوں کا قبلہ شہر عکا کا روضۂ مبارکہ ہے۔ نماز پڑھتے وقت اسی روضہ کی طرف منہ کرنا چاہیئے اور دل سے جمال قدم (بہاء اللہ) جلّ جلالہ اور اس کی بادشاہت کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ یہی وہ مقام مقدر ہے جس کا حکم کتاب اقدس میں قلم اعلیٰ سے نازل ہوا ہے۔"

سوم۔ بہائی بیعت نامہ میں اقرار لیا جاتا ہے کہ:۔

"میں ایمان لاتا ہوں کہ وہ (خدا قادر مطلق) انسانی شکل میں ظاہر ہوا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس نے اپنا ایک کنبہ قائم کیا۔"

(پروفیسر براؤن کی کتاب: Material for study of the Babi Religion, P. 121)

اسی بناء پر بہائی مبلغ مرزا حیدر علی نے لکھا ہے:۔

"بالوہیت حق لایزال بے مثال جمال قدم مذعن و مطمئن گشتیم۔"

کہ ہم جمال قدم (بہاء اللہ) کی الوہیت پر یقین رکھتے ہیں۔

چہارم۔ عبد البہاء نے کہا ہے کہ :-

"واضح ہو کہ مسیحیت کے اصول اور حضرت بہاء اللہ کے احکام ایک سے ہیں اور ان کے طریقے بھی ایک سے ہیں" (کتاب بہاء اللہ اور عصر جدید صفحہ ۳۱)

بہائی مانتے ہیں کہ :-

"حضرت عیسیٰ ایک وسیلہ تھے اور عیسائیوں نے آپ کے ظہور کو خدا کی آمد یقین کرنے میں بالکل صحیح رویہ اختیار کیا"

اسی سلسلہ میں بہاء اللہ کی پوزیشن یوں ذکر کی ہے کہ :-

"رب الافواج دنیا کے بنانے اور بچانے والے کی آمد جو تمام انبیاء کے بیانات کے مطابق آخری ایام میں واقع ہونے والی ہے اس سے سوائے اس کے اور کچھ مراد نہیں کہ خدا انسانی شکل میں منصۂ شہود پر ظاہر ہوگا جس طرح اس نے اپنے آپ کو یسوع ناصری کی ہیکل (جسم) کے ذریعہ ظاہر کیا تھا۔ اب وہ اس مکمل تر اور روشن تر ظہور کے ساتھ آیا ہے جس کے لئے یسوع اور تمام پہلے انبیاء لوگوں کے قلوب تیار کرنے آئے تھے" (بہاء اللہ اور عصر جدید صفحہ ۲۵۴)

پس بہاء اللہ کے متعلق بہائی عقیدہ یہی ہے کہ جس طرح عیسائیوں کے نزدیک مسیح خدا کے بیٹے تھے اسی طرح بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ خود خدا ہے۔

اب بھی اگر بہائی کہیں کہ وہ بہاء اللہ کو خدا نہیں مانتے تو یہ ان کی صریح غلط بیانی ہے +

پادری صاحبان اور وفاتِ مسیح ناصریؑ پر مناظرہ

ہم الفرقان اکتوبر میں پادری عنایت اللہ صاحب کے اس چیلنج کو منظور کر چکے ہیں کہ :-

"مسیح ابن مریم زندہ ہے اور اس کا مذہب بھی زندہ ہے" (کلام حق اگست ۱۹۶۶ء)

ہم منتظر ہیں کہ پادری صاحبان اپنی تحریک کے مطابق ہم سے وفات مسیح ناصریؑ پر کب تحریری مناظرہ کریں گے؟ کیا یہ پادری صاحب بھی حسب عادت دیگر پادری صاحبان خاموش ہو جائیں گے ؟

مدیر فاران لاجواب ہو گئے

[ماہنامہ الفرقان (ستمبر ۱۹۶۶ء) کا خاص نمبر رسالہ فاران کراچی کے اعتراضات کا ایسا مسکت جواب ہے کہ مدیر فاران کو اس کے جواب میں اب تک ایک بات لکھنے کی بھی جرأت نہیں ہوئی۔ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ـــــ ہمارے خاص نمبر کو پڑھ کر گنور ضلع بدایوں یو۔پی (بھارت) سے مدیر فاران ماہر القادری صاحب کے ایک گہرے دوست نے ۱۴/۹/۶۶ کو ذیل کا خط لکھا ہے جسے ہم قارئین کے ازدیادِ علم کے لئے درج کرتے ہیں ـــــ (ایڈیٹر)]

محترم و محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ماہنامہ الفرقان برسوں زینتِ مطالعہ بنا اور آج بغور مطالعہ کے بعد آپکو خط لکھنے کی مسرت حاصل کر رہا ہوں۔ رسالہ میں جس قابلیت اور سلیقہ سے احمدی جماعت کے مقاصد کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے وہ دعوتِ غور و فکر دیتا ہے۔ مجھے معاف کیجئے میں اگرچہ آپ کا یا ماہر القادری وغیرہ کا ہم عقیدہ نہیں ہوں مگر مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ ماہر القادری ان مسکت جوابات کے سامنے بڑے ہلکے نظر آتے ہیں۔ ماہر کو نہ صرف میں بچپن سے جانتا ہوں بلکہ اب سے دو سال پہلے تک میں ان کے اور وہ میرے بہت قریب رہے ہیں۔ یوں تو ماہر کو ایک مخلص، سیدھا، خوش اخلاق، وضعدار اور ذہین و طباع پایا ہے مگر وہ بے حد جذباتی بھی واقع ہوئے ہیں اور تلوّن مزاج بھی۔ جس زمانے میں وہ ہر قلعی کی ہوئی قبر کو چار سجدے کر لینا اپنا دین و ایمان جانتے تھے اسوقت بھی اپنے مشرب میں سخت متعصب تھے ... انہیں کون یہ سامنے کی بات بتائے کہ جب اسلام میں اتنے فرقے موجود ہیں اور ہر فرقہ اپنی جماعت کو اور وہ ہر جماعت کو کافر سمجھتے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ سب فرقے ایک پلیٹ فارم پر آ سکیں گے یا سب فرقوں کو سُولی پر چڑھا کر مودودی جماعت برسرِ اقتدار آ کر اپنے عقیدہ کے مطابق حکومت بنا سکے گی یا تمام پاکستانی مسلمان مودودی ہو جائیں گے ـــــ آجکل علماء کا کاروبار صرف کفر کے فتووں پر چل رہا ہے۔ پہلے علماء کافروں کو مسلمان بناتے تھے آج ہر عالم کے گھر میں کفر سازی کی ایک ایک فیکٹری نصب ہے اور وہ دھڑا دھڑ کافر بنا رہا ہے مسلمان بنانا آج انکے بس میں نہیں۔ ماہر اس نیک کام میں کوئے سبقت لے گئے ہیں اور وہ بے تکلف اپنے سوا سب کو کفر کا ایک عدد فتویٰ ہدیہ فرماتے ہیں۔ انکی انہیں پروا نہیں کہ ان پر کتنے کفر کے فتوے نازل ہو چکے ہیں کاش وہ معاملہ کی حقیقت کو سمجھنے کے اہل ہوتے اور تنگدلی و تنگ نظری کا شکار نہ ہوتے تو بڑی خوبیوں کے انسان تھے۔

سماء کے معنی عربی میں بلندی کے ہیں نہ کہ ویسا آسمان جو عام لوگوں کے تصور میں ہے سبع سموات یہ سات بلندیاں ہیں جو سبع سیارے ہیں۔ آج کے روشن دور نے ثابت کر دیا ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں۔ جب آسمان ہی کوئی چیز نہیں تو حضرت عیسٰی کا چوتھے یا پانچویں آسمان پر ہونا چہ معنی دارد؟ پھر انکا آسمان سے نازل ہونا اور اتنی لمبی مدت تک زندہ رہنا سنّتِ اللہ کے خلاف ہے۔ رجعت کے معنی یہی ہیں کہ انکی صفات و کمال کا کوئی شخص ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر ظاہر ہو نہ کہ خلافِ فطرت و خلافِ سنّتِ اللہ وہی شخص آسمانوں سے اترے۔ اسی خیال نے یہودیوں کو گمراہ کیا اور انہوں نے عیسٰیؑ کو نہ مانا اسی واہمہ میں مسلمان مبتلا ہیں۔ یہ لوگ رہتی دنیا تک رستہ دیکھا کریں نہ جابلقا و جابلصا معدوم مقام سے مہدی آئیں گے نہ آسمان سے عیسٰی اتریں گے۔

اس حقیقت سے انکار کرنا عصبیت ہے کہ احمدی جماعت نے جس خلوص اور لگن سے کام کیا اس کی مثال اسلام کے کسی فرقے میں نہیں ملتی اور جتنی جلد اس فرقہ نے ترقی کی اس کی مثال نابود ہے۔ ابو الحسنی گنوری "

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارے لئے (احکام شریعت کو) خوب کھول کر بیان کرے اور تمہیں ان لوگوں (کی کامیابی) کے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ

طریقوں کی رہنمائی فرمائے جو تم سے پہلے گزرے ہیں اور تم پر رجوع برحمت ہو۔ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور

حَكِيْمٌ ○ وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَ يُرِيْدُ

حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تم پر رحمت کے ساتھ رجوع کرنا چاہتا ہے مگر وہ لوگ جو اپنی خواہشوں کی

تفسیر:۔ اس رکوع میں اسلامی شریعت کا فلسفہ بیان ہوا ہے نیز بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو انسان کا خالق ہے اس کی کمزوریوں اور ضعف سے خوب آگاہ ہے۔ اس نے انسان کو ایسے احکام کا مکلف نہیں فرمایا جو اسکی طاقت سے باہر ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ غلطی پر ہیں جو شریعتِ الٰہیہ کو ناقابلِ عمل سمجھتے ہیں اور وہ بھی غلطی خوردہ ہیں جو شریعت کو رحمت کی بجائے لعنت ٹھہراتے ہیں۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے خدا کی شریعت انسانوں پر بہت بڑا احسان ہے۔ شریعت انسان کی صحیح رہنمائی کرتی ہے اسے ٹھوکروں سے بچاتی ہے۔ خدا کی رحمت کے پانے کا ذریعہ ہے۔

ان آیات میں عیسائیوں کے اس نظریہ کی پُرزور تردید ہے کہ شریعت گناہ اور لعنت کا موجب ہے اور مسیح نے ہمیں شریعت سے چھڑا کر لعنت سے آزاد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے نادانو! کیا خدا اپنے کمزور بندوں کو ایسے احکام کا مکلف کر سکتا ہے جو انکی طاقت سے باہر ہوں۔ یہ خیال تو اللہ تعالیٰ کی شان کے بھی خلاف ہے اور انسان کی پیدائش کو بھی باطل ٹھہراتا ہے۔ فرمایا اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ شریعت کے احکام کو اسلئے پسِ پشت ڈالتے ہیں تا کہ وہ اپنی نفسانی خواہشات کی

الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ○

پیروی کرتے ہیں چاہتے ہیں کہ تم خطرناک کجی اور ٹیڑھا پن اختیار کر لو۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تخفیف کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ انسان کو کمزوری کی حالت میں پیدا

ضَعِيْفًا ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا

کیا گیا ہے۔ اے ایماندارو! تم باہم ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں سے

اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً

نہ کھایا کرو۔ ہاں اگر باہمی رضامندی سے تبادلہ کے ذریعہ تجارتی رنگ ہو تو

عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ

جائز ہے۔ تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ

اندھا دھند پیروی کریں اور دوسرے لوگوں کو ٹیڑھے راستے پر چلا سکیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس شریعت کے خلاف کوئی سچی دلیل نہیں ہے۔ شریعت فطرت کے مطابق ہے اور شریعت میں انسانی قوتوں اور جملہ قویٰ کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے اور اگر شریعت کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت کو سراپا رحمت اور فضل بنا کر نازل فرمایا ہے۔

اس رکوع کی ابتدائی تین آیات میں جہاں شریعتِ اسلامیہ کے سہل و آسان اور فطرتِ انسانی کے مطابق ہونے کا بیان ہے وہاں یہ بھی صراحت ہے کہ اسلامی شریعت کامل اور جامع ہے۔ انسانی ضرورتوں کا کوئی پہلو اس میں نظر انداز نہیں کیا گیا۔

چوتھی آیت یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْۤا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ میں دو بنیادی احکام اور ان کی حکمت بیان ہوئی ہے۔ مال کے حصول کو ناجائز ذرائع سے ممنوع قرار دیا اور اس کے بُرے نتائج سے آگاہ فرمایا۔ ہاں اس اجازت کا ذکر فرمایا کہ تجارت کے ذریعہ سے مال کا تبادلہ جائز ہے اور تجارت کے ذریعہ اصول کے مطابق اپنے اموال میں اضافہ کر سکتے ہو۔ دوسرا بنیادی حکم اس جگہ یہ ذکر کیا کہ کسی کو قتل نہ کرو۔ حصولِ مال کی ناجائز کوششیں قتلِ نفوس پر منتج ہوتی ہیں اسلئے پہلے حکم کے ساتھ دوسرا حکم بالکل مربوط ہے۔ دنیاوی زندگی میں بھی ناجائز مال اور قتلِ نفس نہایت مکروہ اعمال ہیں ان کے نتیجہ میں

كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ○ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ

تم پر رحمت کرنے والا ہے۔ جو شخص از راہِ تعدی اور ظلم ایسا کرے گا (یعنی ناجائز

ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

طور پر مال کھائے گا یا قتل کردیگا) تو ہم اسے عنقریب جہنم میں داخل کردیں گے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ کیلئے

يَسِيْرًا ○ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ

بالکل سہل ہے۔ اگر تم ان بڑے گناہوں سے اجتناب اختیار کرو جن سے تم کو روکا جاتا ہے تو ہم دوسری

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ○

بدیوں یا دیرینہ بُری عادتوں کو ڈھانپ دیں گے اور تم کو باعزت مقامات میں داخل کردیں گے۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ

تم محض تمنا اور حرص سے ان درجات کی خواہش نہ کرتے رہو جنکے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے۔

افراد اور قوموں کا چین جاتا رہتا ہے اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور آخرت کے لحاظ سے بھی یہ کام تباہی اور بربادی کا موجب ہیں۔ حقوق العباد کا اتلاف بجز سچی توبہ اور ازالۂ نقصان معاف نہیں کیا جاتا اسلئے فرمایا کہ اگر تم خدا کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو تو اس کا یہی ذریعہ ہے کہ حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے پوری طرح کمربستہ رہو۔ جو شخص بھی کسی کا مال ناجائز طور پر کھائیگا یا کسی کو قتل کریگا وہ ظالم ہوگا اور اس کا فعل بہرحال تعدی اور زیادتی ہوگی جس کی اسے ضرور سزا ملے گی۔

چھٹی آیت ان تجتنبوا میں وہ گُر بتایا ہے جس سے انسان گناہ آلود زندگی سے نجات پاتا ہے اور وہ گُر یہ ہے کہ پہلے گناہوں کے کبائر حصّوں سے بچنے کا تہیہ کرلیا جائے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کی بُری عادتیں آہستہ آہستہ دُور ہوجاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس انسان پر سایہ افگن ہوجاتی ہے اور اسے پُرامن زندگی اور باعزت مقام حاصل ہوجاتا ہے۔

اس رکوع کی آخری دو آیتوں میں قناعت کی تعلیم دی گئی ہے نیز بتایا گیا ہے کہ خالی خولی تمنائیں عبث اور بیکار ہیں پھل تو محنت کو لگتا ہے۔ محنت کے بغیر پھل کی آرزو دیوانگی ہے۔ مرد بھی اپنے نیک اعمال کے نتائج حاصل کریں گے اور عورتیں بھی اپنے نیک اعمال کا ثمرہ پائیں گی۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں اُخروی ثمرہ کے لئے عمل دیکھا جائے گا۔ اس میں مرد اور

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ

(دیکھو) مرد اسی حصہ کے مستحق ہیں جو وہ کماتے ہیں ۔ اور عورتوں کا وہی حصہ ہے

مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

جو وہ کمائی ہیں ۔ ہاں سب اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرتے رہو ۔ اللہ تعالیٰ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا

ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ۔ ہم نے ہر شخص کے لئے ورثاء مقرر کر دیئے ہیں اس مال میں جو

تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ

ماں باپ یا رشتہ داروں نے چھوڑا ہے ۔ وہ لوگ جن سے تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی تم) معاہدہ کرتے ہو

فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝ ع ۵ ۱۲

تو ان کا حصہ ان کو ادا کرو اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگران اور گواہ ہے ۔

عورت کا بھی کوئی فرق نہ ہوگا ۔ فرمایا کہ نیکیوں کے لئے جد و جہد کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو ۔ کیونکہ محنت کا آخری اور مکمل پھل اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتا ہے ۔ گویا شریعت بھی ضروری ہے، اعمال بھی ضروری ہیں مگر وصل یار خدا کا فضل ہے اور یہ فضل شریعت کی پیروی اور نیک اعمال کی بجا آوری سے حاصل ہوتا ہے ۔

دنیوی اموال میں وراثت کا اجمالاً ذکر کر کے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ مقدس راستبازوں کے دائمی ورثہ کے حصول کے لئے کوشش کرتے رہو ۔ والذین عقدت ایمانکم سے مراد باہمی معاہدات کی رعایت کا بھی حکم ہے ۔ ایک معنی اس آیت کے یہ بھی ہیں کہ جن برگزیدہ لوگوں سے تم نے خدا کے نام پر عقد بیعت باندھا ہے ان کا حق بھی ادا کرو اور ان کی سچی پیروی کر کے اعلیٰ درجات حاصل کرو ۔ وفقنا اللہ جمیعاً لما یحب و یرضی ۔

معراجِ نبویؐ کے متعلق جماعت احمدیہ کا عقیدہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"سیرِ معراج اِس جسمِ کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیئے۔ ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نُوری جسم کے ساتھ حسبِ استعداد نفسِ ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سَیر کر سکتا ہے۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفسِ ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اسلئے وہ اپنی معراجی سَیر میں معمورۂ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرشِ عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے۔ سو درحقیقت یہ سَیر کشفی تھا جو بیداری سے اشد درجہ مشابہ ہے بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفیٰ اور اجلیٰ ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحبِ تجربہ ہے۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۲۲)

یسوع مسیح کی صلیبی موت

پادری صاحبان کی حیرت و پریشانی

موجودہ عیسائیت کا بنیادی ستون یہ عقیدہ ہے کہ یسوع مسیح صلیب پر مر گئے اور گناہوں کا کفارہ ہوگئے پھر زندہ ہو کر باپ خدا کے دائیں جانب جا بیٹھے۔ اس عقیدہ کا مرکزی نقطہ یسوع مسیح کی صلیبی موت ہے۔ اگر یہ ثابت نہ ہو تو ساری بات ہی بگڑ جاتی ہے۔ نہ کفارہ کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ یسوع کے آسمانوں پر جا بیٹھنے کی ضرورت رہتی ہے۔ اسلئے اصل اختلافی مسئلہ عیسائیت اور اسلام میں مسیح کی صلیبی موت ہے۔ اگر فی الواقع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو عیسائیت کی ساری عمارت تودۂ ریگ ہے اور اگر وہ واقعی طور پر صلیب پر فوت ہو کر مصلوب ہوگئے تھے تو اس سے قرآن مجید کا بیان (نعوذ باللہ) غلط قرار پاتا ہے پس مسیح کی صلیبی موت کا مسئلہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح ناصریؑ کی صلیبی موت کے نظریہ کو دلائل و براہین سے غلط ثابت کر کے ایسے مؤثر انداز میں کسرِ صلیب کر دی ہے کہ پادری صاحبان حیران و ششدر ہیں اور ان سے کوئی بات نہیں بن رہی۔ اس بارے میں احمدیہ دلائل کی عظمت و شوکت کا یہ عالم ہے کہ سالہا سال کی پیہم دعوت کے باوجود کوئی پادری سنجیدگی سے اور از روئے دلائل اس موضوع پر **فیصلہ کن مناظرہ** کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ اُتر آئے تھے یا واقعی فوت ہوگئے تھے؟

ایک پادری الیاس مل صاحب نے لکھا تھا کہ مَیں اس موضوع پر مناظرہ کرنے پر آمادہ ہوں آپ اپنا پہلا پرچہ لکھ کر بھیجیں۔ ہم نے پہلا پرچہ بذریعہ رجسٹری بھیج دیا مگر جواب سے انہوں نے چپ سادھ لی۔ ہم نے وہ پرچہ الفرقان دسمبر ۱۹۶۳ء میں شائع کر کے تحدّی کی کہ کوئی پادری ہمارے ان دس دلائل کا جواب لکھے جو اناجیل پر مبنی ہیں۔ اس **تحدّی** کے بار بار ذکر کو پڑھ کر لاہور کے پادری روشن خان صاحب کو جوش آیا انہوں نے مجھے تحریر فرمایا کہ:-

"آپ کی خدمت کے لئے ہم **حاضر** ہیں **تحریری فیصلہ** ہی کر لیجئے لیکن شرط ایک ہے، مضامین کا تعلق اصل موضوع کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ ذاتیات کا تذکرہ کرنے سے کنارہ کش ہونا چاہیئے۔ اگر یہ شرط منظور

ہے تو خط و کتابت شروع کر دیجئے۔ بندہ جواب حاضر خدمت کر دیگا۔"

پادری صاحب موصوف نے مزید لکھا کہ:۔

"برائے کرم اس پہلے پرچہ کی ایک کاپی راقم الحروف کو ارسال کر دیجئے آپ کے دسوں **سوالات مع جوابات** کے اخبار **اخوت** میں شائع کرانے کا میں **ذمہ وار** ہوں۔" (اخوت مارچ ۶۵ء)

پادری روشن خان صاحب کے ان الفاظ سے خیال پیدا ہوا تھا کہ کوئی پادری تو اس موضوع پر بحث کے لئے آمادہ ہو گیا ہے مگر ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

ہم نے فی الفور ۸ مارچ ۶۵ء کو پادری روشن خان کے نام **پہلا پرچہ** بصیغہ رجسٹری روانہ کر دیا اور ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ:۔

"اس مناظرہ میں کُل سات پرچے مقرر ہیں۔ پادری صاحب نے ہمارے پرچہ کو اپنے **جوابات** سمیت اخوت میں شائع کرنے کی ذمہ واری لی ہے **دیکھیں وہ اس ذمہ واری کو کس حد تک پورا کرتے ہیں۔"**

(الفرقان اپریل ۶۵ء)

پادری روشن خان صاحب نے ہمارا پرچہ پڑھتے ہی اپنا ارادہ بدل لیا اور انہوں نے لکھا کہ "میں جوابات **تیار کرنے کی فکر"** میں تھا مگر اب جب تک پادری الیاس مل اور ماسٹر برکت خان صاحبان سے آپ فیصلہ نہ کر لیں" میری طرف سے **سکوت** رہے گا۔"

(اخوت مئی ۶۵ء ص۱۱) - پادری روشن خان صاحب کا یہ **بہانہ** سراسر غیر متعلق اور بے جان عذر تھا۔ تاہم میں نے "پادری روشن خان بھی پھر گئے" کے زیر عنوان شائع کر دیا کہ:۔

"میں نے ماسٹر برکت خان کو لکھ دیا تھا کہ اگر کوئی معقول بات آپ کو آتی ہے تو وہ پادری روشن خان صاحب کو بتا دیں (اخوت جون ۶۵ء)

اگر ان صاحبان میں جذبہ تحقیق ہے تو یہ **تینوں مل کر** پادری روشن خان صاحب کو **جوابات تیار کرنے** میں مدد دیں اور پھر میرے دسوں دلائل مع جوابات کو **حسب وعدہ** اخوت میں شائع کریں **ورنہ پادری روشن خان کا انحراف ان کی ایسی بے بسی ہے جس پر ہر شخص کو رحم آئے گا۔ کیا پادری صاحبان مل کر بھی جوابات تیار کرنے کی فکر سے آزاد ہو سکتے ہیں؟"**

(الفرقان جولائی ۶۵ء ص۲۶)

پورے پندرہ ۱۵ ماہ کی مکمل خاموشی کے بعد

اخوت نے "حضرت مسیح کی صلیبی موت" کے عنوان سے یہ مضحکہ خیز بیان شائع کیا ہے کہ :-

"مولانا ربوہ صاحب! یہ آپ کی
صریح غلط بیانی ہے کہ پادری روشن خان
بھی پھر گئے۔" (اخوت اکتوبر ۱۹۶۶ء صلا)

میں پوچھتا ہوں کہ اگر پادری روشن خان نہیں پھرے بلکہ اپنے وعدہ پر قائم ہیں تو وہ "جوابات" بتلائیں جو انہوں نے ہمارے دلائل کے لکھے ہیں؟ اخوت کے اُس پرچہ کی نشاندہی کریں جس میں ہمارے دلائل کو اپنے جوابات سمیت شائع کیا ہے؟ اگر ایسا نہیں کیا گیا اور یقیناً نہیں کیا گیا تو پھر پادری روشن خان کے پھر جانے میں کس شخص کو شک ہو سکتا ہے اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ؟ مدیر اخوت اگر سوا سال بعد نہ بولتے تو اُن کے لئے اور پادری روشن خان کے لئے بہتر تھا۔ اب اگر اس عرصہ میں انہوں نے کوئی تیاری کر لی ہے تو آئیں اب ہی ہمارے دسوں دلائل کا جواب لکھیں اور حسب وعدہ اخوت میں شائع کرائیں اور مکمل مناظرہ کر لیں۔ **کیا پادری صاحبان اب اس کے لئے تیار ہیں؟** یہ صاف راستہ اور واضح طریقہ ہے۔ مدیر اخوت اِدھر اُدھر کی بے جوڑ باتوں میں ہمیں الجھا نہیں سکتے انہیں دعویٰ اور دلیل میں فرق سمجھ لینا چاہیئے۔

ہم پھر اپنے اس دعویٰ کو دُہراتے ہیں کہ پادری صاحبان حضرت مسیح کی صلیبی موت کا کوئی معقول ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔ نیز وہ ہمارے پیش کردہ ان دلائل کا کوئی جواب نہیں دے سکتے جو ہم نے اپنے پہلے پرچہ (مطبوعہ الفرقان ستمبر ۱۹۶۵ء) میں درج کئے ہیں۔ پادری روشن خان صاحب کو اب بھی موقعہ دیا جاتا ہے کہ وہ مقررہ اور مجوزہ تحریری مناظرہ کر لیں تا حق پُوری طرح کُھل جائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین ٭

مسیحی رسالہ کلام حق کی کُھلی غلط بیانی

گوجرانوالہ کے عیسائی رسالہ کلام حق نے "احمدی علماء کی خاموشی" کے زیر عنوان اکتوبر ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ:-

"مولوی ابو العطاء جالندھری نے چند سال پہلے
جناب پادری عبدالحق صاحب فاتح قادیان کو تحریری مناظرہ
کا چیلنج دیا۔ انہوں نے منظور کیا لیکن اِدھر اُدھر کی
باتوں سے نجات حاصل کی مناظرہ نہ ہُوا۔" (صلا)

یہ بیان اتنا واضح غلط ہے کہ اس کو شائع کرنیوالے کے ضمیر پر تعجب ہے۔ پادری عبدالحق صاحب سے ہمارا مناظرہ شروع ہُوا تھا دوسرے پرچہ کو دیکھ کر ہی پادری صاحب ڈگمگا گئے اور جواب لکھنے سے انکار کر دیا ہمارے بار بار لکھنے کے باوجود مناظرہ جاری رکھنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ آخر کار ہم نے پادری صاحب کے اور اپنے اصل پرچے **تحریری مناظرہ** کے عنوان سے شائع کر دیئے اور مناظرہ کو جاری رکھنے سے پادری صاحب کے انکار پر مشتمل خط و کتابت بھی ساتھ ہی شائع کر دی۔ یہ کتاب مکتبہ الفرقان ربوہ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اگر پادری عبدالحق صاحب کی ایسی بے بسی کے باوجود عیسائی انہیں "فاتح قادیان" کہتے ہوئے حجاب محسوس نہیں کرتے تو ہم کیا عرض کر سکتے ہیں ٭

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے متعلق پیشگوئیاں

از روئے قرآن مجید

(محترم جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈوکیٹ سرگودھا)

قرآن کریم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں ہیں لیکن تمام ایمانی امور کی طرح پیشگوئیوں میں بھی اللہ تعالیٰ ان کے قطعی اور یقینی ہونے کے باوجود کسی قدر اخفاء اور تشابہ کا پہلو ضرور رکھتا ہے تا وہ آزمائش کا موجب ٹھہریں اور ان سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکیں جو اولوا الالباب ہوں اور خدا ترسی کے ساتھ ان پر غور کریں۔

میں ان پیشگوئیوں میں سے صرف دو تین کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کروں گا اور بعض دیگر پیشگوئیوں کے معنی درج کر دینے پر اکتفا کروں گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا
فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا
وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○
اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً
وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ
فَاعْبُدُوْنِ ○ وَتَقَطَّعُوْٓا
اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ
اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ○ فَمَنْ يَّعْمَلْ
مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَ
اِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ○ وَحَرٰمٌ
عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ
لَا يَرْجِعُوْنَ ○ حَتّٰٓى اِذَا
فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ
وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ
يَّنْسِلُوْنَ ○ وَاقْتَرَبَ
الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ
شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا ۖ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا
فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ
كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ اِنَّكُمْ
وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۖ اَنْتُمْ
لَهَا وٰرِدُوْنَ ○

(سورۃ الانبیاء آیات ۹۱ تا ۹۸)

ترجمہ۔ اور اس عورت کو جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی یعنی انتہائی درجہ کی پاکدامنی اختیار کی تھی (ہم نے فلاح اور کامیابی دی) پس ہم نے اس میں اپنی رُوح پھونکی اور اس کو اور اسکے بیٹے کو دنیا کے لئے ایک نشان ٹھہرایا۔ یہ سالے نبی (جن کا اس سے پہلی آیتوں میں ذکر کیا گیا ہے) ایک ہی قسم کا گروہ تھے (جو صادق انسانوں کا گروہ ہُوا کرتا ہے) میں تمہارا بھی رب ہوں (جس طرح ان کا تھا) پس تم میری عبادت کرو (تا اس طرح سے مدد دیئے جاؤ جس طرح وہ بھی دیئے گئے) لیکن ان کے ماننے والوں نے بالآخر اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ مگر وہ سب ہماری طرف ہی لوٹیں گے۔ پس جو کوئی نیک اعمال کرے گا اور وہ مومن ہوگا تو اس کی کوشش کی ناقدری نہیں کیجائیگی اور ہم اس کے اعمال کو لکھ رکھیں گے۔ اور ہر ایک بستی جسے ہم نے ہلاک کیا ہے اس کے لئے یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ اس کے بسنے والے لوٹ کر اس دنیا میں نہیں آئیں گے یہاں تک کہ یاجوج و ماجوج کے لئے دروازہ کھول دیا جائیگا اور وہ ہر پہاڑی اور ہر سمندر کی لہروں پر سے پھاندتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے تو اس کے بعد (ان کی آپس میں اُلجھ کر تباہی اور اسلام کے غلبہ کے متعلق) ہمارا سچا اور پختہ وعدہ پُورا ہوگا اور کافروں کی آنکھیں پھٹی پھٹی رہ جائیں گی اور وہ کہیں گے ہم پر افسوس ہم تو اس دن کے متعلق سخت غفلت میں رہے بلکہ ظلم کرتے رہے۔ (اسوقت کہا جائے گا) تم بھی اور جن چیزوں کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے وہ بھی سب کے سب جہنم کا ایندھن ہو گئے اور اس میں تم داخل ہو گے۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ میں یاجوج و ماجوج کے خروج کے وقت بہت سے مذہب اور بہت سے گروہ بن جانے کا ذکر فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ جو لوگ ہلاک کر دیئے گئے یا گزر گئے وہ اس دنیا میں دوبارہ لائے جائیں لیکن یاجوج ماجوج کے خروج یعنی غلبہ کے وقت انہیں اس طور سے واپس لایا جائے گا کہ ان کے ساتھ کامل اور اتم مشابہت رکھنے والے پیدا کئے جائیں گے اور خصائل میں ان کے ساتھ ایسے ملتے ہوں گے کہ گویا وہی آ گئے۔ یہی رجعت بروزی ہے جس کی وجہ سے اس زمانہ کے علماء اور ظاہر پرست عوام کا نام یہود رکھا گیا جن کے لئے مسیح ابن مریم کا مسیح محمدی کی شکل میں آنا ضروری ہوا۔ اور پھر اس مسیح محمدی کو آدمؑ سے لیکر آخیر تک تمام نبیوں کے نام بھی

دیئے گئے تا وعدۂ رجعت پورا ہو جائے۔ گویا ہلاک شدہ شریر بھی واپس آگئے اور ان کی اصلاح کرنیوالے نبی بھی۔

اس وعدہ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اسلام کی کھوئی ہوئی شوکت بھی دوبارہ واپس لائی جائے سو یہ بھی یاجوج ماجوج کی تباہی کے بعد مقدر کر دی جب کہ کفر کا نظام لپیٹ دیا جائے گا اور اسلام کو مسیح موعود کے ذریعے ترقی دی جائے گی یہاں تک کہ وہ سب پر حاوی ہو جائے

اس جگہ یاجوج ماجوج کا جو ذکر آیا ہے اس سے مراد وہ قومیں ہیں جنہوں نے زیادہ تر اجیج یعنی شعلہ نار سے کام لینا تھا۔ یہ یورپ، روس اور امریکہ کی قومیں ہیں جن کا سارا دارومدار آگ پر ہے۔ انہوں نے مشینیں اور انجن بنائے جو آگ سے چلائے جاتے ہیں۔ یہ آگ کوئلہ، پٹرول، ڈیزل، بجلی یا بعض اور چیزوں سے پیدا کی جاتی ہے اور اس سے عظیم الشان کام لئے جاتے ہیں۔ آمد و رفت کے سب ذرائع خواہ وہ خشکی کے ہوں یا سمندری یا ہوائی اسی پر موقوف ہیں۔ روزمرہ کے استعمال کی اشیاء بھی آگ یا بجلی سے چلنے والی مشینوں سے ہی بنائی جاتی ہیں۔ جنگ کے سامان بھی سب آگ پیدا کرنے والے ہیں۔ توپیں، بندوقیں، معمولی بم، ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، میزائل سب آگ ہی آگ ہیں۔ یہ تمام چیزیں انہی مغربی اقوام نے بنائی ہیں۔ ان میں سے اکثر جو بہت زیادہ خطرناک ہیں گزشتہ نصف صدی کے اندر ایجاد کئے گئے ہیں۔ بجلی کی ایجاد کو ہوئے بھی قریباً پون صدی ہی ہوئی ہے۔ ان اقوام نے آگ سے جو کام لئے ہیں وہ پہلے کسی زمانہ میں نہیں لئے گئے۔ اسی وجہ سے ان کا نام یاجوج ماجوج رکھا گیا۔

ان اقوام کی اندرونی خاصیت بھی آگ کی ہے یعنی تیزی اور چالاکی اور تکبر کے مادہ سے بھرے ہوئے ہیں اور جس طرح مٹی زمین کی اندرونی آگ سے کانی مادہ بن جاتی ہے۔ اس طرح یہ اقوام بھی اپنے ارضی خواص میں انتہا کو پہنچ گئی ہیں اور سائنسی دریافتوں اور کائناتِ عالم کے بھیدوں کے معلوم کرنے میں آگے سے آگے جا رہی ہیں۔ حیرت انگیز ایجادات ظہور میں آرہی ہیں۔ لوگ ہواؤں میں اُڑ رہے ہیں، چاند پر اُتر رہے ہیں، باقی سیاروں کا عزم کر رہے ہیں۔ رفتار کی کوئی حد نہیں رہی، فاصلے ختم ہو رہے ہیں، ریڈیو کے ذریعے تمام دنیا کو ایک کر دیا ہے جہاں کی چاہیں باتیں سُنیں، گویا سب کچھ سامنے ہو رہا ہے۔ اسلحہ ایسے ایسے بنا ڈالے ہیں کہ منٹوں میں دنیا تباہ ہو جائے۔ زندگی پیدا کرنے کی کوشش میں ہیں۔ ٹیسٹ ٹیوب بچے پیدا کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ اب اپنی مرضی کے مطابق بچے پیدا کرنے کا انتظام کرنے والے ہیں مشینوں سے انسانی دماغ کا کام لے رہے ہیں۔ ایسے طور سے کہ انسانی دماغ جس کام کو منٹوں میں کر سکتا ہے یہ مشینیں اسے ایک منٹ کے ہزارویں حصہ میں کر لیتی ہیں۔ یہی یاجوج ماجوج ہیں جن کے متعلق خدائی کلام میں کہا گیا کہ وہ ہر بلندی سے دوڑیں گے اور ہر زمینی شرف کو حاصل کر لیں گے۔

ان کی ترقی اور غلبہ کے وقت جو اقترب الوعد الحق فرمایا گیا ہے وہ وہ وعدہ ہے جس کا ذکر قرآن کی اس آیت میں ہے:-

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ

بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ
نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝
هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

(سورہ صف آیت ۸-۹)

یعنی "وہ چاہیں گے کہ اللہ کے نور کو اپنے مُنہ (کی پھونکوں) سے بُجھا دیں لیکن اللہ اپنے نُور کو پُورا کرنے والا ہے اگرچہ کافر اسے ناپسند ہی کریں۔ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تا اسے تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک اسے کتنا ہی ناپسند کریں۔"

اس میں صاف طور پر اس زمانہ کا ذکر ہے جس میں اسلام کو اس کے ابتدائی دور کی طرح تلوار سے نہیں بلکہ بودے اور رقیق اور گندے اعتراضات کے ساتھ مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ زمانہ قریباً ایک سو سال سے شروع ہوا جب کہ عیسائیوں اور آریوں وغیرہ کی طرف سے گندے اعتراضات اور فلسفیانہ دلائل کی بوچھاڑ کی گئی اور کوئی دقیقہ اسلام کو بدنام اور نیچا کرنے کا فروگذاشت نہ کیا گیا۔ مغربی فلسفہ کا سارا زور ان اعتراضات کے پیچھے تھا۔ گذشتہ زمانوں میں اس کی ہرگز کوئی نظیر نہیں ملتی کہ اس شدت کے ساتھ اسلام کو (نعوذ باللہ من ذالک) جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ پہلے نہ ہی اشاعت کے اس قدر سامان تھے اور نہ ہی گند پھیلانے کے اتنے مواقع۔ اگر کسی وقت اسلام کی عظیم الشان مدافعت کرنے اور اس کو بالا ثابت کرنے کی شدید ترین ضرورت تھی تو وہ یقیناً یہی زمانہ ہے۔ اس میں تمام سابقہ فتنوں کو جمع کر دیا گیا اور اس کے مقابلہ کے لئے اور اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے بھی ایک ایسے پاک نفس کی ضرورت تھی جو اپنے نبی متبوع حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تمام سابقہ انبیاء کی خوبیوں کا جامع ہوتا سو یہی مسیح موعود تھا جس کے آنے کی اس آیت میں بشارت دی گئی۔

یہ آیت لیظهره علی الدّین کُلّہ

قرآن کریم میں تین جگہ آئی ہے۔ سورہ توبہ آیت ۳۲، سورہ فتح آیت ۲۸ اور سورہ صف آیت ۹۔ ان تینوں جگہ پر اس کے ساتھ حضرت مسیح کا ذکر آتا ہے۔ گویا حضرت مسیح علیہ السلام کی اُمت کی طرف سے بپا کردہ فتنہ کے متعلق اس کی ضرورت پیش آنی تھی جس کے لئے مسیح موعود آئے۔ مفسرین نے بھی اس کے متعلق لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ مسیح موعود و مہدی معہود کے وقت میں پورا ہوگا۔ چند ایک حوالے یہ ہیں:-

(۱) "دینِ اسلام کا غلبہ باقی ادیان پر عیسےٰ ابن مریم کے نزول کے وقت ہوگا۔"
(تفسیر ابن جریر پارہ ۲۰۔ ترجمہ از عربی)

(۲) "تاکہ غالب کرے اس دین کو علی الدّین کلّہ سب دین اور ملت

پر حضرت مسیحؑ کے اُترنے کے وقت۔"
(تفسیر قادری جلد ۲ صفحہ ۵۳۸)

(۳) "ظاہر است کہ ابتدائے ظہورِ دین در زمانِ پیغمبر بوقوع آمدہ و اتمام آں از دست حضرت مہدی واقع خواہد بود۔" (منصبِ خلافت از مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ)

(۴) "انّما نزلت فی القائم من آل محمّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) وھو الامام الّذی یظھرہ علی الدّین کلّہ۔" (کتب شیعہ، بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۲ و تفسیر صافی بحوالہ امام قمی)

یعنی یہ آیت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے امام قائم (مہدی) کے متعلق ہے۔ اور وہی امام ہوگا جو اسلام کو باقی سب دینوں پر غالب کرے گا۔"

پس آیت واقترب الوعد الحق میں اسی وعدہ کی طرف اشارہ ہے اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کی بشارت ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہی اللہ تعالیٰ نے یہ کام لیا۔ آپؑ نے اس نازک وقت میں اسلام کی جو مدافعت کی اس کا اپنوں اور بیگانوں سب نے اعتراف کیا۔ اب وہ وقت قریب ہے کہ یاجوج و ماجوج کا زور ٹوٹے اور ہمیشہ کے لئے اسلام کا غلبہ ہو۔ یہ باتیں دنیا کی نگاہ میں عجیب ہیں لیکن اس قادرِ مطلق کے سارے کام ہی عجیب ہوتے ہیں۔ اس غلبہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے سارا مواد بہم پہنچا دیا گیا ہے اب ہم نے اسے استعمال کرتے جانا ہے یہاں تک کہ یہ کام تکمیل کو پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی منشاء تھا کہ اس زمانہ میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا جمالی پہلو مسیح موعود علیہ السلام میں ظاہر کیا جائے اور اس طور سے غلبہ کے لئے وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپؑ کا مسیح ابن مریمؑ کا مثیل ہونا بھی یہی تقاضا کرتا تھا۔

اس وعدہ کے پورا ہونے کے وقت جو صورتِ حال دنیا میں پیدا ہوگی اس کا اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں نقشہ کھینچا ہے:-

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ۝ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ (کہف ع ۱۱)

یعنی جب میرے رب کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آجائے گا تو وہ اس (دیوار) کو ریزہ ریزہ کر دے گا (جو یاجوج ماجوج کے راستہ میں روک ہوگی) اور میرے رب کا وعدہ نہایت پختہ ہے اور ہم اس دن (یعنی یاجوج

ماجوج کی سلطنت کے زمانہ میں) متفرق قوموں کو چھوڑ دیں گے کہ وہ ایکدوسرے میں موجزنی کریں (یعنی ایک دوسرے پر غالب آنا چاہیں گی) تب خدا تعالیٰ کی طرف سے صور پھونکا جائیگا یعنی مسیح موعود کو بھیجا جائیگا اور اسکے ذریعے سب کو (ایک ہی مذہب پر) اکٹھا کر دیا جائے گا۔"

لغوی لحاظ سے صُوْر کے معنے بگل کے بھی ہوتے ہیں اور یہ الصُّوْرَۃ کی جمع بھی ہے یعنی شکلیں یا تصویریں۔ (لسان العرب، اقرب الموارد وغیرہا)

امام راغب کہتے ہیں "وَیوم ینفخ فی الصور فقد قیلَ ھو مثلُ قَرنٍ یُنفَخُ فیہ فیجعل اللّٰہ سبحانہ ذٰلک سَبَبًا لِعَودِ الصُّوَرِ والاَرْوَاحِ الیٰ اَجسَامِھا ورُوِیَ فی الخبر انّ الصُّوَرَ فیہ صُوْرَۃ النَّاسِ کُلّھم"

(مفرداتِ راغب)

یعنی کہا گیا ہے کہ صُور سینگ کی طرح ہوگا جس میں پھونک ماری جائے گی پس اللہ تعالیٰ اسے سبب بنائے گا صورتوں اور رُوحوں کے اپنے جسموں کی طرف لوٹنے کا۔ اور خبر میں روایت کیا گیا ہے کہ صُور میں تمام انسانوں کی صورتیں ہوں گی۔"

پس لُغت کے رُو سے نَفخ صُور کے معنے بگل میں پھونکنے کے ہیں یا صورتوں میں رُوحیں پھونکنے کے۔ امام راغب نے دونوں معنوں کو جمع کر دیا ہے یعنی بگل بجانے سے تمام رُوحوں کو جسموں میں ڈالا جائے گا۔

قیامت کے دن جس طور سے اللہ تعالےٰ نفخ صُور فرمائے گا اس کی اصل حقیقت کا علم تو اسی کو ہے لیکن ایک نفخ صُور اس دنیا میں بھی ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ نبی کے ذریعے اپنی آواز کو بلند کر کے انسانوں کو اس کے گرد جمع کرتا ہے اور رُوحانی مُردوں کو زندگی بخشتا ہے۔ یہ بھی ایک قسم کی قیامت ہوتی ہے جس سے انقلابِ عظیم برپا کیا جاتا ہے۔ اس آیت میں نفخِ صُور سے یہی مراد ہے کیونکہ اس میں دنیا کے تغیرات کا ذکر ہے یعنی یاجوج ماجوج کا غلبہ۔ پھر قوموں کی ایک دوسرے پر چڑھائی، پھر مسیح موعود کا آنا اور سب اقوام کو اسلام کے جھنڈے کے نیچے لانا۔

قرآن کریم درحقیقت دنیا کے قصّوں کے ساتھ آخرت کے قصّے پیوند کر دیتا ہے لیکن ہر ایک قصّہ اپنے قرائن سے دوسرے سے الگ ہوتا ہے اور ان قرائن کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک کو دوسرے سے الگ کرنا ایک عقلمند کا کام ہے ورنہ وہ آیات بے معنی ہو جاتی ہیں۔ اس جگہ بھی اگرچہ اس کے بعد جہنّم کا ذکر ہے لیکن یہ پہلا حصّہ اس سے الگ ہے۔ اس طرزِ بیان کی قرآن کریم میں سینکڑوں مثالیں ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کی بہت حکمتیں ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ آخرت کی زندگی اس دنیوی زندگی کا ایک طور سے تسلسل ہی ہے۔

اب میں بعض پیشگوئیوں کو محض درج کر کے ان کے مطلب کی طرف اشارہ کر دیتا ہوں تحقیق کرنے والا ان پر خود غور کر سکتا ہے۔

• وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (سورہ جمعہ)۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک اور گروہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ اصحاب کہلانے کے لئے نبی کی صحبت ضروری ہے۔ سو اس میں پیشگوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور مصلح بھی آئیگا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل بروز ہوگا اسلئے اس کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے۔ یہی مصلح مسیح موعود علیہ السلام ہے۔

• ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ (واقعہ آیت ۱۳، ۱۴)۔ اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ میں بھی انہی آخرین میں آنے والوں کی طرف اشارہ ہے۔

• اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ (مزمل) اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کامل مشابہت بتائی گئی ہے۔ اگر کامل مشابہت نہ ہوتی تو کَمَا کا لفظ استعمال نہ ہوتا۔ عمومی مشابہت تو ہر رسول کے ساتھ ہوتی ہے اس کامل مشابہت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کی اصلاح کے لئے مسیح ابن مریم آئے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی اصلاح کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنا ضروری تھا۔ اور اتنے ہی عرصہ بعد یعنی چودہ سَو سال بعد۔

• وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۚ (نور ع ۷) اس میں سلسلہ محمدیہ کی سلسلہ موسویہ کے ساتھ مماثلت تامّہ کا اشارہ ہے جس طرح موسوی سلسلہ میں چودہ سَو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا اور اس کا انتہاء عیسیٰ ابن مریم پر ہوا اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں بھی صدہا خلیفے روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے نہ کہ صرف چار۔ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنا بھی اسی مماثلت کو پُورا کرنے کے لئے ضروری تھا۔

• سورہ فاتحہ میں صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دُعا سکھا کر اور آیت وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ (نساء ع ۹) میں اس کی تشریح کر کے نبیوں کا درجہ حاصل کرنا جائز رکھا۔ اگر اس اُمت میں سے کسی نے بھی بروزی نبی بن کر نہ آنا ہوتا تو یہ دُعا لاحاصل رہ جاتی ہے۔ یہ بھی درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کی طرف اشارہ ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل بروز ہونے کی چادر پہنائی

جاتی تھی۔

● سورہ فاتحہ میں غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کی دُعا سکھانا بتاتا ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں بھی ایک مسیح آئیگا جس کا انکار یہود کی طرح مغضوب علیہم بنا دیگا اسلئے اس کے انکار سے بچنے کے لئے یہ دُعا سکھائی۔

● وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا (بنی اسرائیل ع ۶) میں آخری زمانہ میں عذاب اول کی خبر دی گئی ہے۔ ایسے شدید اور مسلسل عذاب کہ ان کی مجموعی نظیر پہلے کسی زمانہ میں نہ پائی جاتی ہو۔ اگر معمولی قسم کے عذاب ہی مراد ہوتے تو ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اس طرح کے عذاب تو آیا ہی کرتے ہیں۔ اسی سورۃ میں اس آیت سے پہلے یہ فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل ع ۲) پس اسکے رُو سے بھی مسیح موعود کا آنا ضروری ٹھہرا جس کے آنے اور اتمام حجت کے بعد یہ عذاب آنے تھے۔

● وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ (سورہ صف) میں بھی مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی ہے جو خصوصیت سے صفتِ احمدیت یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمالی حصہ اپنے اندر رکھنے والا ہوگا۔

● وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ اور اسی سورہ تکویر (پارہ ۳۰) کی اس کے بعد آنے والی آیات۔ اسی طرح اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا اور بقیہ آیات سورۃ الزلزال اور اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ (سورۃ الانشقاق پارہ ۳۰) ان سب آیات میں اور قرآن کریم کے بعض دیگر مقامات میں اس آخری زمانہ کا پورے طور پر نقشہ کھینچا ہوا ہے۔ یہ آیات آخرت کے متعلق بھی ہو سکتی ہیں لیکن ان میں سے اکثر یہی نشاندہی کرتی ہیں کہ یہ اس آخری زمانہ کے متعلق ہیں جس میں فساد نے انتہا کو پہنچ جانا تھا اور زمانہ نے ایک عظیم الشان مصلح کا تقاضا کرنا تھا یعنی مسیح موعود کا۔

● وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (المرسلات پارہ ۲۹) اس میں بھی مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی ہے۔ اس سے پہلی آیتوں میں اس زمانہ کے فساد کا ذکر ہے اور اس کے بعد اس آیت میں مسیح موعود کی آمد کا۔ رُسُل کا لفظ جمع رکھ کر بتایا کہ وہ فی حُلل الانبیاء ہوگا۔ یعنی اپنے نبی متبوع صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تمام نبیوں کی صفات کو اپنے اندر جمع کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل بروز بننے والا ہوگا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۰

نوٹ:۔ یہ مقالہ علیحدہ زائد بھی طبع کرایا گیا ہے جو جماعتیں یا افراد چاہیں بارہ پیسے فی کاپی مع محصول ڈاک بھیج کر طلب فرما سکتے ہیں۔

(مینجر الفرقان ربوہ)

شذرات

۱۔ "ہم دلائل کے قائل ہیں"

مولوی عبد الرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر لائل پور نے احمدیت کی مخالفت کو اپنا نصب العین قرار دے رکھا ہے۔ اپنے تازہ شمارہ (۲۸ راکتوبر ۱۹۶۶ء) میں اشرف صاحب نے ایک نہایت عمدہ بات تحریر کی ہے۔ لکھتے ہیں :۔

"ہم دلائل کے قائل ہیں اور ہر اُس بات کو جسے ہم غلط سمجھیں اس کا مقابلہ دلائل ہی سے کرنا چاہتے ہیں"

(صفحہ ۹)

اشرف صاحب کے خیال میں یہ نہایت مبارک تبدیلی ہے۔ درحقیقت یہی طریق اختلافات کے طے کرنے کا ہے۔ ہم اسے خوش آمدید کہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ احمدیت کے مخالفین باہمی اختلافاتِ عقائد کا فیصلہ دلائل کے رُو سے کریں۔ دشنام دہی اور اشتعال انگیزی کو اختیار نہ کریں۔ اگر خلوص دل سے یہ طریق اختیار کر لیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے درمیان جلد تر فیصلہ نہ ہو جائے۔ بلکہ ہم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر مسلمان کہلانے والے سب فرقے اس طریق کو اپنا لیں تو سب اختلافات بسہولت ختم ہو سکتے ہیں۔ دلائل ہی سے دل مطمئن ہوتے ہیں اور صحیح عقیدہ کو اختیار کرتے ہیں۔ بہرحال اشرف صاحب کا یہ اعلان بہت خوش کُن ہے۔

۲۔ "حیاتِ مسیح یا نزولِ مسیح"

اب جب "دلائل" سے بات طے کرنے کا فیصلہ ہو گیا تو اشرف صاحب کی پہلی قابلِ غور بات یہ ہے لکھتے ہیں :۔

"مرزا غلام احمد نے جن مغالطوں میں مسلمانوں کو مبتلا کیا ہے اور جو ذہنی انتشار اُمت میں پیدا کیا ہے ان میں ایک مغالطہ یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو نزولِ مسیح علیہ السلام کی بجائے حیاتِ مسیح علیہ السلام کے مسئلے میں اُلجھائے رکھا۔ اصل مسئلہ یہ نہیں تھا کہ عیسٰی علیہ السلام زندہ ہیں اور بوجود عنصری آسمانوں میں مکین ہیں۔ یہ تو ایک ضمنی بات تھی ... جس بات کو قرآن و سُنت نے اہمیت دی تھی وہ

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔" (صفحہ ۱)

معزز قارئین! آپ ذرا اس اقتباس پر مزید تدبر فرمائیں بالخصوص جملہ "حیاتِ مسیح علیہ السلام کے مسئلے میں اُلجھائے رکھا" کے لفظ "اُلجھائے" پر غور فرمائیں۔ نیز اس اعتراف پر بھی دھیان دیں کہ "اصل مسئلہ یہ نہیں تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں" کیا اس سے یہ عیاں نہیں کہ جناب اشرف صاحب کا وجدان اقرار کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور حیات کا مسئلہ دلائل کے رُو سے ثابت نہیں کیا جا سکتا؟ ۔

اقتباس کے آخری جملہ میں بھی اشرف صاحب نے تسلیم فرمایا ہے کہ قرآن وسُنّت میں حیاتِ مسیح کے عقیدہ کو کوئی "اہمیت" نہیں دی گئی یعنی قرآن وسنّت میں حیاتِ مسیح کا کوئی ذکر نہیں۔ البتہ بقول اشرف صاحب قرآن وسُنّت میں نزولِ مسیح کے عقیدہ کو "اہمیت" دی گئی ہے۔

جناب اشرف صاحب نے حیاتِ مسیح کے مسئلہ میں علماء کو "الجھائے" رکھنا ایک مغالطہ قرار دیا ہے۔ گویا پون صدی تک تو سارے علماء کو یہ سمجھ نہ آئی یہ عقدہ آج اکیلے مدیر المنبر پر کھلا ہے کہ حیاتِ مسیح پر بحث کرنا تو ایک مغالطہ تھا ہمیں آئندہ اس موضوع پر بحث نہیں کرنی چاہیئے۔ حقیقت صرف یہ ہے کہ حیاتِ مسیح کے عقیدہ کا تارِ عنکبوت ہونا اظہر من الشمس ثابت ہو چکا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب تک حضرت مسیح کا زندہ اور بجسدہ العنصری ہونا ثابت نہ ہو اُن کے نزول کا وہی مفہوم ہوگا جو وفات یافتہ وجودوں کے نزول کا ہوا کرتا ہے۔ محض نزولِ مسیح متنازعہ فیہ امر نہیں ہے۔ جھگڑا صرف اس بات میں ہے کہ حضرت مسیح جسمانی طور پر زندہ ہیں اور اسی خاکی جسم سے اُتریں گے۔ اگر ان کو فوت شدہ تسلیم کر لیا جائے تو آیت قرآنی فیمسك التی قضی علیها الموت کے مطابق وہ خود نہیں آسکتے انکا مثیل ہی آسکتا ہے۔

۴۔ گالیاں اور نبی کی شان

جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں :۔

"جو بدبخت انسان ایک نبی کی حقیقی قدر و منزلت سے نا آشنا ہو وہ اگر نبی کو کاہن، کاذب، مجنون، ساحر، شاعر سب کچھ کہہ سکتا ہے تو آخر بازاری ہی کیوں نہیں کہہ سکتا منافقین اپنے آپ کو معزز ترین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین مخلصین کو ذلیل کہتے تھے۔ اس طرح کی بکواس کوئی اچنبھے کی بات نہیں اور نہ اس سے نبی کی شان میں کمی واقع ہوتی ہے۔"

(ترجمان القرآن اکتوبر ۶۶ء صفحہ ۶)

الفرقان۔ یہ عجیب بات ہے کہ ہر صادق نبی کے ساتھ تاریکی کے فرزند اسی طرح پیش آتے رہے ہیں۔ جناب مودودی صاحب نے سچ فرمایا ہے کہ مخالفین کی ایسی بکواس سے نبی کی شان میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ میں کہتا

ہوں کہ اس سے انبیاء کی شان بڑھتی ہے خدا تعالٰے انہیں مزید رفعت عطا فرماتا ہے۔

۴۔ جماعت احمدیہ کا بجٹ اور علماء

مدیر المنبر لائل پور لکھتے ہیں:۔

(الف) "ربوہ کی خلافت نے اس سال کا جو بجٹ منظور کیا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے (۱) صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ انتالیس لاکھ دو ہزار نو سو اکسٹھ (۲) تحریک جدید انجمن احمدیہ اڑتیس لاکھ تیرہ ہزار تین سو (۳) وقف جدید انجمن احمدیہ۔ ایک لاکھ ستتر ہزار میزان اٹھتر لاکھ ترانوے ہزار تین سو اکتالیس"۔

(ب) "فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے ۲۷ لاکھ روپے سے زائد کے وعدے ہو چکے ہیں"۔

(ج) "بیرونی ملکوں میں مساجد کے نام پر جو قادیانی مراکز بنائے جا رہے ہیں ان کی ذمہ داری قادیانی اُمت کے مختلف طبقات پر ڈال دی جاتی ہے بطور مثال ہالینڈ کی مسجد کی ذمہ داری عورتوں کی قادیانی تنظیم لجنۃ اماء اللہ پر ڈالی گئی ہے اور اس کے مصارف کا تخمینہ پانچ لاکھ روپے ہے جس میں سے ۸ را کتوبر ۱۹۶۶ء تک تین لاکھ تین ہزار چار سو پینسٹھ روپے وصول ہو چکے ہیں"۔

مدیر المنبر آخر پر لکھتے ہیں:۔

"ضرورت اس امر کی ہے کہ کم از کم ایک ادارہ نشر و اشاعت اور دعوت و تبلیغ کا ایسا ہونا چاہیئے جو کسی قسم کا اشتعال دلائے بغیر اس اساس دینیاد کی حفاظت کرے جس پر ملت اسلامیہ کا دارومدار ہے"

(المنبر ۲۸ را کتوبر ۱۹۶۶ء)

الفرقان۔ سوال تو یہ ہے کہ یہ جو ملک بھر میں "نشر و اشاعت اور دعوت و تبلیغ" کے نام پر علماء نے بیسیوں ادارے قائم کر رکھے ہیں اور مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ جمع کر رہے ہیں اُن کا مصرف کیا ہے؟ کیا انہیں "کسی قسم کا اشتعال دلائے بغیر" کی شرط کا پابند نہیں کیا جا سکتا؟

۵۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی ایک سچی بات

منشی سعد اللہ لدھیانوی نو مسلم کے بارے میں المنبر نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا ایک پرانا اور اغلاط سے پُر مضمون شائع کیا ہے۔ اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے منشی سعد اللہ کی گندی نظموں کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک سچی بات تحریر کی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"اسی لئے مرزا صاحب قادیانی کی شکایت بجا ہے جو آپ فرماتے ہیں

"منشی سعد اللہ لدھیانوی نے نظم و نثر میں اس قدر مجھے گالیاں دیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ پنجاب کے تمام بدگو دشمنوں میں سے اوّل درجہ کا وہ گندہ زبان مخالف تھا۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صـ)

(المنبر ۲؍ اکتوبر ۶۶ء صـ۲)

الفرقان۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ اعتراض ان معترضین کو یاد رکھنا چاہیئے جو کہا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منشی سعد اللہ لدھیانوی کے حق میں سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔

۶۔ "درویشوں کا بسیرا"

ایڈیٹر المنبر نے لکھا ہے کہ:۔

"قادیان سے کفر و شرک اور غیر مسلم تو کیا ختم ہوتے خود مرزا غلام احمد کے خاندان اور اُمت کو وہاں سے نکلنا پڑا اور اب صرف چند درویشوں کا وہاں بسیرا ہے جو قادیانی سیاست کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔"

(۲۸؍ اکتوبر ۶۶ء)

الفرقان۔ ہجرت تو انبیاء اور انکی جماعتوں کے لازمِ حال ہوا کرتی ہے اور ایسے وقت میں بعض نادان مخالف خوشیاں بھی منایا کرتے ہیں اسلئے مندرجہ بالا اقتباس کا ابتدائی حصہ قابلِ تعجب نہیں۔ ہاں حیرت اس بات کی ہے کہ قادیان میں "درویشوں" کی رہائش کو انتہائی معاندانہ رنگ میں ذکر کیا گیا ہے۔ قادیان کے یہ مقدس درویش جن کی تعداد اس وقت ایک ہزار کے لگ بھگ ہے۔ شمالی بھارت کے اس کفرستان میں روشنی کا مینار ہیں۔ قادیان میں پانچوں وقت بلند میناروں سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہوتی ہے۔ آج بھی قادیان سے بھارت کے کونے کونے میں مبلغین جاکر اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ اسلام کی تائید میں صدہا کتب چھپ رہی ہیں۔ قادیان سے تبلیغی اخبار بدر شائع ہو رہا ہے۔ مدرسے قائم ہیں۔ باقاعدہ صدر انجمن احمدیہ قائم ہے۔ یہ مقدس درویش دن رات دعاؤں میں مشغول ہیں۔ یہی وہ "قادیانی سیاست" ہے جس کی تکمیل میں درویشوں نے جان پر کھیل کر قادیان میں دھونی رما رکھی ہے۔ غالباً مدیر المنبر تصور نہیں کر سکتے کہ آج کوئی شخص اسلام کے لئے اتنی قربانی کر سکتا ہے اسلئے انہیں ساون کے بیمار کی طرح ہر طرف "سیاست" ہی نظر آتی ہے۔

۷۔ جناب مودودی صاحب کا "کردار"

ہفت روزہ الاعتصام میں جناب مودودی صاحب کے متعلق لکھا ہے:۔

"۶۲ء میں مولانا کی بوکھلاہٹ یہاں تک بڑھی کہ شیعوں کے ذاکرین میں شمولیت فرما کر صحابہ کرامؓ اور اموی حکومت پر تبرّا بازی فرمانے

لگے۔ اس پر خاکسار ابوالمحمود نے اعتراض کیا تو علامہ نصراللہ خان صاحب نے کیا معقول جواب دیا کہ مولانا اسمٰعیل شہید تو دہلی میں طوائفوں کے علاقہ میں بھی چلے جاتے تھے (ایشیا ۱۷ ستمبر ۱۹۶۲ء ص ۸) سبحان اللہ! یہ نہ سوچا کہ حضرت شہید طوائفوں کو تائب کرنے کے لئے جاتے تھے نہ کہ ان کی سی کہنے اور کرنے کو (نعوذ باللہ من ذلک) شمولیت با ذاکرین سے چند ماہ ہی بعد مولانا مودودی صاحب نے غلاف کعبہ کا تابوت کھڑا کر کے شہر بشہر پھرایا اور شیعہ مومنین نے اس تابوت سے تابوتِ حسین کا جواز ثابت کر دیا۔"

(الاعتصام ۴ نومبر ۱۹۶۶ء صفحہ ۱)

الفرقان۔ اس اقتباس میں مودودی صاحب کے کردار پر تبصرہ کے جواب میں مدیر ایشیا کا جو بیان درج ہوا ہے وہ خاص طور پر قابلِ توجہ ہے۔ شیعہ ذاکرین کے پاس جانے کی تمثیل بڑی بھیانک ہے۔ مولانا اسمٰعیل شہید کا طوائفوں کے پاس جانا یقیناً ان کی ہدایت کے لئے ہوتا تھا مگر افسوس ہے کہ بدعمل لوگوں کی زبان ہمیشہ نیک لوگوں پر کھلتی آئی ہے۔

ع

گر نہ ہوتی بدگمانی کفر بھی ہوتا فنا

۸۔ مودودی جماعت کے متعلق اہم حقائق

مدیر روزنامہ آفاق لاہور لکھتے ہیں کہ:-

"دنیا جانتی ہے کہ اخوان المسلمون اپنے پاکستانی مثنیٰ جماعت اسلامی اور انڈونیشیا میں مسجومی پارٹی کی طرح مذہب کے پردے میں سامراجی مفادات کا تحفظ کرنے والی ایک جماعت ہے جس کا اصل مرکز بیروت ہے۔ جو مشرق وسطیٰ میں امریکی اثر و نفوذ کا سب سے بڑا اڈہ ہے اور اسے محض ایک اتفاق ہی سمجھنا چاہیئے کہ اب جماعت اسلامی نے بھی بیروت میں اپنی ایک شاخ قائم کر لی ہے .... کیا جماعت اسلامی اس بات کو جھٹلا سکتی ہے کہ اخوان المسلمون دہشت پسندوں کی ایک ٹولی ہے جو اپنے مکروہ مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر حربے کے استعمال کو جائز سمجھتی ہے؟" (بحوالہ شہاب لاہور ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

الفرقان۔ اس اقتباس میں مودودی صاحب کی "اسلامی جماعت" کے بارے میں جو حقائق مذکور ہیں وہ اہل پاکستان کے لئے غور طلب ہیں۔

۹۔ برق صاحب کی شرمناک جہالت

ڈاکٹر غلام جیلانی برق احمدیت کے شدید معاند

ہیں۔ ان کی تحریفات کے نمونے ان کی کتاب "حرفِ محرمانہ" میں بھی موجود ہیں۔ برقؔ صاحب نے دو اسلام اور دو قرآن کے نام سے بھی دو کتابیں لکھی ہیں۔ اس سلسلہ میں مولانا ارشد القادری نے برقؔ صاحب کی "علمی خیانت اور قلمی فریب کاری" کے کچھ نمونے ہفت روزہ شہاب میں شائع کرائے ہیں۔ مولانا نے لکھا ہے کہ :-

"اس جھوٹے مفتری سے کوئی پوچھے کہ سبوح قدوس رب الملائکۃ و الروح قرآن میں کہاں ہے کس پارے کی آیت ہے یہ؟ صرف رسول اکرمؐ پر بہتان تراشنے اور حدیث میں تضاد ثابت کرنے کے لئے ظالم نے ایک عربی فقرے کو قرآن کی آیت بنا دیا ہے۔ اگر یہ از راہ جہالت ہے تو اس سے زیادہ شرمناک جہالت کا تصور ناممکن ہے۔ جنہیں قرآن اور غیر قرآن کی بھی تمیز نہیں ہے وہ کس منہ سے اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں۔"

(شہاب ۱۶/۱۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

الفرقان - ان لوگوں کا اہل قرآن کہلانا تو صرف منہ کی بات ہے ورنہ درحقیقت یہ لوگ اہل اھواء ہیں۔ اپنے نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ اسی لئے کسی قسم کی تحریف سے بھی انہیں عار نہیں۔

۱۰- پاکستان میں انتشارِ عیسائیت کے اسباب

ہفت روزہ سیرت لاہور لکھتا ہے کہ :-

(الف) "پاکستان میں اگر عیسائیت کی تبلیغ کا جال پھیلتا جا رہا ہے تو اس میں قصور خود ہمارا ہے۔ آخر ہم نے اسلام کے لئے کیا کیا ہے؟ ہم نے تبلیغ اسلام کیلئے کیا پروگرام بنایا ہے؟"

(ب) "لوگ مساجد میں اسلئے آتے ہیں کہ انہیں زندگی بنانے کا اسلامی دستور العمل معلوم ہو لیکن ان کے خاک بھی پلے نہیں پڑتا۔ بس یہیں سے ان کی مذہب سے بیزاری شروع ہو جاتی ہے۔ ان علماء کی اس غلط روش کے سبب وہ اسلام کی پناہ سے باہر نکلتے جاتے ہیں۔"

(ج) وہ جب **مولوی صاحبان کا وعظ** سنتے ہیں تو کچھ پانے کی بجائے اپنا رہا سہا سکون بھی کھو کر آجاتے ہیں۔"

(سیرت ۱۰ نومبر ۱۹۶۶ء)

الفرقان - ان حالات میں عوام مسلمانوں کے اسلام سے بیزار ہونے اور عیسائیت کا شکار بننے کا سارا گناہ ان علماء پر ہے جو اسلام کے نام پر مسلمان قوم کے لئے گھن کی طرح ثابت ہو رہے ہیں۔

۱۱- قانون کے زور سے تبلیغ عیسائیت کو روکنے کا سوال

پاکستان کے پندرہ بڑے بڑے علماء کا یہ بیان درج کرنے کے بعد کہ حکومت پاکستان تبلیغ عیسائیت کو قانوناً روک دے ہفت روزہ سیرت لاہور لکھتا ہے :-

"قانونی طور پر مسلمانوں کو مرتد ہونے سے روکنا اگرچہ عین اسلامی شریعت کے مطابق ہی ہوگا لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب چوہدری محمد علی نے وزیر اعظم پاکستان ہونے کی حیثیت میں اپنا آئین نافذ کیا تھا اور تمام حلقوں کی طرف سے اس پر اسلامی آئین کا لیبل چسپاں کیا گیا تھا اُس وقت یہ علماء کرام کہاں تھے۔ کیونکہ اس آئین میں "اسلامی دفعات" کے باوجود ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ ہر شخص اپنا دین بھی بدل سکتا ہے۔ ارتداد کا قانونی طور پر دروازہ تو اس محمد علی آئین نے پاکستان پر کھول دیا۔ اب یہ ہاؤ ہو کس بات پر ہے؟ یہ تو بعد از مرگ واویلا والی بات ہوئی" (۱۰ نومبر ۱۹۶۶ء)

الفرقان۔ گویا علماء پاکستان کے مسلمہ آئین کے رُو سے جبراً تبلیغ کو نہیں روکا جا سکتا۔ تبدیلی مذہب کو بھی نہیں روکا جا سکتا۔ عقلاً بھی یہ مطالبہ نہایت غلط ہے۔ یہ تو خود اپنے مذہب کی کمزوری کا کھلا اعتراف ہے۔ پھر سوال یہ بھی ہے کہ اگر پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ کو از رُوئے قانون روک دیا جائے تو کیا دوسرے ممالک کو بھی یہ حق دیا جائے گا کہ وہ تبلیغِ اسلام کو روک دیں؟ غور کریں کہ یہ سودا اسلام کے حق میں خسارہ کا سودا ہے اسلئے کوئی تبلیغی جماعت اور کوئی سچا مسلمان یہ مطالبہ نہیں کر سکتا۔ علماء کا یہ مطالبہ ان کی دون ہمتی کی دلیل ہے ورنہ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ عیسائیوں کو تبلیغِ اسلام کرتے اور انہیں حلقہ بگوشِ اسلام بناتے۔ مگر وہ خود مایوسی کا شکار ہیں اور ساری قوم کی لُٹیا ڈبونا چاہتے ہیں۔

۱۲۔ "سوادِ اعظم سے کٹنے کی بات"

ہفت روزہ چٹان ۷ نومبر ۱۹۶۶ء میں ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۶ء کے ریڈیو پاکستان کے مشاعرہ کی روداد کا ایک اقتباس ہے۔

"گیارھویں نمبر پر جب جناب ثاقب زیروی تشریف لائے تو آپ نے جناب ظہیر کاشمیری کی دستورِ زباں بندی کی وضاحت میں فرمایا ؎

ہم نے رازِ دل زمانہ سے نہاں رہنے دیا
خامشی کو آرزو کا ترجماں رہنے دیا

جناب ثاقب زیروی کی بات ذو معنی تھی داد ملی لیکن حاضرین کے چہرے سوالیہ نشان بن چکے تھے آپ نے ان چہروں کو پڑھا اور فرمایا ؎

پوچھنے والے مآلِ حسرتِ ارماں نہ پوچھ
عرضِ غم کا حوصلہ اس نے کہاں رہنے دیا

یہ شعر کہہ کر تو گویا جناب ثاقب زیروی نے بات ہی کھول دی یعنی زبان بندی دستورِ بزم نہیں بلکہ "اس" نے زبان کھولنے کا حوصلہ تک چھین لیا۔ بات بڑی تیکھی تھی اسلئے سبھی نے خوب داد دی۔ یوں بھی ثاقب زیروی بڑے کام کے آدمی ہیں یہ تو سوادِ اعظم سے کٹنے کی بات ہے یہ میل نہ ہوتی تو پارسہ کا سونا تھے۔"

الفرقان - آخری فقرہ قابل توجہ ہے۔ عام طور پر شیعہ صاحبان کو "سوادِ اعظم" سے کٹا ہوا قرار دیا جاتا تھا اور وہ بھی ایک حد تک اس کا اعتراف کرتے ہیں بعض زور دار علماء اہلحدیثوں کو بھی "سوادِ اعظم" سے کٹے ہوئے قرار دیتے ہیں۔ اب شاعروں نے بھی مولویوں کی طرح اس زہرناک عصبیت کو اپنے ہاں جگہ دے دی ہے۔ جناب ثاقب زیروی کی شاعریت مسلم مگر انہیں پوری داد اسلئے نہیں دی جاتی کہ وہ احمدی ہیں۔ اُف! تعصب کی حد ہو گئی +

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جُوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہو گا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے بلکہ تم اسلئے اس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۳۶)

غیر مبایع بھائیوں سے چند باتیں

(بقیہ صفحہ ۴)

نیک اطوار اور ائمۃ الہدیٰ ہونے کے ہر طرح قابل ہیں اور یہ سب **فرزند بلاشبہ روحانی اور جسمانی** دونوں معنوں کی رُو سے حضرت مسیح موعودؑ کی آل ہیں اور انّ اللّٰہ معک و مع اھلک کے الہام کے پورے مصداق ہیں۔"

(پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء)

۱۹۱۴ء کے اس واضح اقرار کے بعد حاجی فاروقی صاحب کا تازہ بیان سراسر غلط اور محض بغض و عداوت کا نتیجہ ہے۔ غیر مبایع بھائیوں کو خوفِ خدا سے کام لیکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس حمد باری تعالےٰ پر ایمان لانا چاہیئے۔ حضورؑ نے فرمایا ؎

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی" (درثمین)

وما علینا الا البلاغ المبین +

مغرب میں عیسائیت کے جدید رُجحانات

رہبانیت کے خلاف بغاوت

(ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر پروفیسر آف ہسٹری اینڈ پولیٹیکل سائنس۔ لانگ آئی لینڈ یونیورسٹی)

رومن کیتھولک چرچ میں رہبانیت کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔ پولوس کے وقت سے لیکر زمانہ حال تک تمام پوپ یہ کہتے چلے آئے ہیں کہ عیسائی پادریوں کے لئے غیر شادی شدہ رہنا ضروری ہے۔ عیسائیت کی ابتدائی تاریخ میں جب سلطنت روما کے ماتحت اٹلی میں عیسائی اقلیت ظلم و استبداد کا شکار ہو رہی تھی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے کئی ایک پیرو غاروں میں پناہ لینے پر مجبور تھے، تو اُس وقت تو حالات کے اقتضاء کے ماتحت بہت سے نوجوانوں کے لئے ویسے ہی شادیاں کرنا آسان نہ تھا لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کے قریباً تین سَو سال بعد حکومت روما کے انحطاط اور قسطنطین کے قبول مذہب کی وجہ سے جب عیسویت کو غلبہ حاصل ہو گیا تو اُس وقت بھی کلیسا نے پادریوں کے لئے تجرّد کی زندگی کی ہی ہدایت دی۔

چوتھی صدی عیسوی کے اختتام سے قبل رسم تجرد اس قدر عام ہو چکی تھی کہ اس کو پادریوں کے لئے واجب التعمیل قانون سمجھا جانے لگا۔ اِس دَور میں جب (Elvira) ایلویرا کی کونسل منعقد ہوئی تو اُس میں یہ قرار داد باقاعدہ طور پر منظور کی گئی کہ آئندہ تمام بشپ، پادری اور ڈیکن لازماً مجرد رہا کریں۔ پھر پوپ سریکی اُس (Siricius) نے اِس پر مزید زور دیا اور پانچویں صدی میں پوپ لیو۔ اوّل (Leo I) نے نائب ڈیکن کے لئے بھی تجرد ضروری قرار دے دیا۔ گیارھویں صدی میں مشہور پوپ گریگوری ہفتم (Gregory VII) نے تو اس قانون پر بہت سختی سے عمل کروانے کے لئے ایک مستقل مہم جاری کئے رکھی۔

(۲)

اہل کلیسا کا دعویٰ ہے کہ تجرّد اور رہبانیت کی تعلیم انہیں حضرت مسیح علیہ السلام کے قول و فعل سے حاصل ہوئی ہے۔ "نئے عہد نامے" سے اسقدر تو استنباط ہوتا ہے کہ آپ نے شادی نہ کی تھی لیکن اس کے علاوہ کیتھولک چرچ متی کی انجیل کے حوالے سے آپ کی طرف

یہ ارشاد بھی منسوب کرتا ہے کہ :-

"بعض خوجے ایسے ہیں جو ماں کے
پیٹ ہی سے ایسے پیدا ہوئے اور
بعض خوجے ایسے ہیں جن کو آدمیوں نے
خوجہ بنایا اور بعض خوجے ایسے ہیں
جنہوں نے آسمان کی بادشاہی کے لئے
اپنے آپ کو خوجہ بنایا جو قبول کر سکتا
ہے وہ قبول کرے" (متی باب ۱۹ آیت ۱۲)

جناب پولوس نے تو اور بھی واضح الفاظ میں کرنتھیوں کے نام پہلے خط میں تلقین کی کہ :-

"پس میں بے بیاہوں اور بیواؤں
کے حق میں یہ کہتا ہوں کہ اُن کے لئے
ایسا ہی رہنا اچھا ہے جیسا میں ہوں"
(۱-کرنتھیوں باب ۷ - آیت ۸)

اس خط میں ذرا آگے آپ نے تجرد کی اہمیت کو اور بھی تفصیل سے بایں الفاظ بیان فرمایا :-

"بے بیاہا شخص خداوند کی فکر میں رہتا
ہے کہ کس طرح خداوند کو راضی کرے۔
مگر بیاہا ہوا شخص دُنیا کی فکر میں رہتا
ہے کہ کس طرح اپنی بیوی کو راضی کرے۔
بیاہی اور بے بیاہی میں بھی فرق ہے۔
بے بیاہی خداوند کی فکر میں رہتی ہے
تاکہ اس کا جسم اور رُوح دونوں پاک
ہوں مگر بیاہی ہوئی عورت دُنیا کی
فکر میں رہتی ہے کہ کس طرح اپنے شوہر
کو راضی کرے۔ یہ تمہارے فائدے
کے لئے کہتا ہوں نہ کہ تمہیں پھنسانے
کے لئے بلکہ اس لئے کہ جو زیبا ہے وہی
عمل میں آئے اور تم خداوند کی خدمت
میں بے وسوسہ مشغول رہو"
(۱-کرنتھیوں باب ۷- آیت ۳۲ تا ۳۵)

(۳)

اس میں کلام نہیں کہ تاریخ عیسائیت میں بہت سے ایسے راہبوں اور پادریوں کی مثالیں ملتی ہیں جنہوں نے اپنے اخلاص و عقیدت کی وجہ سے تجرد کی زندگی کو رضا و رغبت کے ساتھ اختیار کیا اور اس حکم پر عمل کرنے کے لئے ہر طرح کی سختی اور مشقت کو خوشی کے ساتھ برداشت کیا جس چیز کو انہوں نے صداقت سمجھا اُس کے لئے متاہلانہ زندگی کو قربان کرنے میں دریغ نہ کیا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کونسل آف ایلویرا (Elvira) سے لے کر بیسویں صدی تک اہلِ کلیسا اس غیر طبعی پابندی کے خلاف متواتر شکایت بھی کرتے رہے اور وقتاً فوقتاً اس حکم کی تنسیخ کے لئے کوشش کرتے رہے مگر جو بغاوت ہمارے زمانے میں پادریوں نے تجرد کے خلاف شروع کی ہے اس کی بھی تاریخ میں مثال نہیں۔

حال ہی میں امریکہ کے ایک کیتھولک ماہانہ مجلہ موسومہ جوبلی (Jubilee) نے جو امریکہ کے کیتھولک عیسائیوں میں خاصی شہرت کا مالک ہے تجرد کے مسئلے کے بارے میں امریکن پادریوں کی رائے شماری کی ہے۔ مجلہ جوبلی

کے سوالیہ کے نتائج اُس کے ماہ اکتوبر کے شروع میں چھپے ہیں جو اس قدر حیرت خیز ہیں کہ اُن کو ملک کے بعض مشہور اخبارات مثلاً نیویارک ٹائمز اور کرسچین سائنس مانیٹر نے اپنے کالموں میں ممتاز جگہ دیکر شائع کیا ہے۔ رسالہ مذکور لکھتا ہے کہ یہ استفسارنامہ کیتھولک کالجوں اور مذہبی تعلیمی اداروں کے پروفیسروں، گرجاؤں کے پادریوں اور مشنریوں کی ایک کثیر تعداد کو بھجوایا گیا۔ اُن سے جو جوابات موصول ہوئے اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ پادریوں میں سے دو تہائی اِس بات کے حق میں ہیں کہ کلیسا کے تجرّد کے احکام کی نظر ثانی ضروری ہو چکی ہے۔ جواب دینے والوں میں ہر طبقہ اور ہر عمر کے کیتھولک پادری شامل ہیں۔ اُن میں سے بعض نے اپنے نظریّہ کی تائید میں بعض دلچسپ اور معنی خیز تبصرے بھی کئے ہیں مثلاً ریاست منیسوٹا کے ایک ۲۷ سالہ نوجوان پادری نے لکھا:۔

"چرچ کی قیادت اگر مجرّدوں کے ہاتھ میں ہی رہے تو اس سے صرف یک طرفہ نقطۂ نگاہ ہی پیدا ہوگا۔ حضرت مسیح کا مذہبی مشن کہیں زیادہ تنوّع کا متقاضی ہے۔ رہبانہ زندگی کی قیود کی وجہ سے آپ صرف ایک خاص قسم کے لوگوں کو ہی (مذہبی قیادت کے لئے) تحریک کر سکتے ہیں"۔

لانگ آئی لینڈ کے ایک ۵۷ سالہ پادری رقمطراز ہیں:۔

"جُوں جُوں وقت گزرتا جا رہا ہے مجھے اِس امر کا زیادہ احساس ہوتا جا رہا ہے کہ شادی والی متأہلانہ زندگی اور پادریت متضاد نہیں ہیں"۔

انڈیانا کے ایک پادری جو ٹیچر بھی ہیں لکھتے ہیں کہ پادریوں کے لئے تجرّد انفرادی پسند کا معاملہ ہونا چاہیئے نہ کہ ایک عالمگیر قانون جو سب پادریوں پر حاوی ہو۔

ریاست میساچوسٹس کے ایک ۲۷ سالہ پادری کی رائے یہ ہے کہ:۔

"تجرّد سے تنہائیت، وحشت اور ذہنی کھچاؤ پیدا ہوتا ہے جو ہمارے بہت سے پادریوں کے خبطی پن کا موجب ہے"۔

نیو ہامپ شائر کے ایک پادری صاحب اِس امر کا اعتراف کرتے ہوئے کہ مجرّدانہ زندگی سے ذہنی کشمکش اور تناؤ پیدا ہوتا ہے فرماتے ہیں کہ:۔

"اِس کشاکش کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سے پادریوں نے یا تو شراب خوری شروع کر دی ہے یا زناکاری کے مرتکب ہیں کیونکہ وہ ایک طرف تو یہ جانتے ہیں کہ وہ اِس طرح کی زندگی (مذہبی پوزیشن کے ساتھ) بسر نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ اب ان کے لئے کوئی اور پیشہ اختیار

کرنا مشکل ہے"

اس کے بعد وہ یہ رائے دیتے ہیں کہ:-

"اگر کوئی پادری یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ تجرد کی زندگی برداشت نہیں کر سکتا تو چرچ کو چاہیئے کہ اُس کو شادی نہ کرنے کے حلف سے آزاد کر دے"

لوئی زی آنا کے ایک پادری صاحب رقم فرماتے ہیں کہ:-

"مجھے اس بات کا پکا یقین ہے کہ کیتھولک چرچ کے پادریوں کو شادی کی اجازت ہو جانی چاہیئے ———— مَیں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مَیں تجرد کے حلف سے آزادی کی درخواست کرنے والا ہوں اور اگر مجھے اس کی وجہ سے پادریت کو بھی چھوڑنا پڑے تو مَیں اس کے لئے بھی آمادہ ہوں۔ اگر ہم نے تجرد کے اعلیٰ معیار کو قائم رکھنا ہے تو اس کو واجب التعمیل اور حتمی قانون کی بجائے صرف مشورہ اور نصیحت کے طور پر جاری کرنا چاہیئے۔ اگر ہم پادری کو اس معاملے میں انفرادی آزادی دیدیں گے تو تب ہی ہم تجرد کے وقار کو قائم کر سکیں گے"

—— (۴) ——

مندرجہ بالا اقتباسات سے صاف ظاہر ہے کہ زمانہ حال کے کیتھولک پادری چرچ کی طرف سے صدیوں کی لگائی ہوئی پابندیوں سے جلد از جلد خلاصی حاصل کرنے کیلئے مصمم ارادہ کر چکے ہیں اور کوئی تعجب نہیں کہ مستقبل قریب میں چرچ کے اندر ایک انقلاب آجائے۔ واقعہ یہ ہے کہ تجرد کا حکم ایک غیر طبعی حکم ہے جس کو انسانی فطرت خوشی سے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس کے مقابل پر اسلام جو دینِ فطرت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس قسم کی غیر متاہلانہ زندگی کی پابندی کا قطعی مخالف ہے۔ اسی واسطے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

"لا رھبانیة فی الاسلام"

یعنی اسلام میں رہبانیت کے لئے کوئی جگہ نہیں"

اسلامی نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہو سکتا کہ وہ انسان کو غیر قدرتی زندگی بسر کرنے کا ارشاد فرمائے۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم نے فرمایا ہے:-

وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا
مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا
ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللهِ فَمَا
رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا

(الحدید - ۲۸)

کہ انہوں نے طریق تجرد (از خود) اختیار کیا۔ ہم نے یہ حکم اُن پر فرض نہیں کیا تھا۔ اگرچہ انہوں نے اللہ کی رضاء حاصل کرنے کی نیت سے یہ طریق اختیار کیا تھا مگر اس کا ٹھیک لحاظ نہ رکھا"۔

طوفانِ نوبہار

حضورِ دوست میں اے آنکھ اشکبار نہ ہو
ترا یہ طرزِ بیاں ان کو ناگوار نہ ہو

ہم ان کی یاد میں بیٹھے رہیں گے ساری عمر
انہیں خیال نہیں ہے ہزار بار نہ ہو

مَیں جانتا ہوں رگِ جاں سے بھی قریب ہے وہ
نگاہ پر جو نہیں ہے وہ آشکار نہ ہو

چمک رہی ہے افق پر ضیائے مستقبل
طلوعِ صبح کا پھر کس کو انتظار نہ ہو

زہے نصیب ملا ہے مسیحِ وقت کا وقت
اب ایسے وقت میں کیوں جان و دل نثار نہ ہو

کلی کلی نے چٹک کر کہی ہے کوئی بات
پیامِ آمدِ طوفانِ نوبہار نہ ہو

نہ دیکھ ایسی حقارت سے ان بگولوں کو
غبارِ راہ میں پنہاں کوئی سوار نہ ہو

نسیمؔ، دن تو ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں
بُرے بھلے ہی سے گھبرا کے دلفگار نہ ہو

جناب نسیم سیفی ربوہ

غیر مبایع بھائیوں سے چند ضروری باتیں!

(۱) وحی میں لفظ نبی و رسول

آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں، آپ کے الہامات کو منجانب اللہ مانتے ہیں، آپ کی وحی کے لفظ لفظ کو سچا سمجھتے ہیں لیکن آپ کو فی الواقع نبی ماننے سے انکاری ہیں۔ کیا آپ اس طور سے فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی میں آپ کے لئے جو مقام جن لفظوں میں بیان ہوا ہے اسی کو اختیار کرلیں۔ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول کے لفظ سے پکارا ہے تو آپ لوگ بھی حضور کے متعلق یہی اعتقاد رکھیں؟

(۲) غیر احمدی علماء کیا سمجھتے ہیں

کیا آپ کو معلوم ہے کہ غیر احمدی لوگ آپ کی ۱۹۱۴ء کے بعد کی تبدیلی کو صحیح نہیں سمجھتے؟ مدیر المنبر کے تازہ ترین الفاظ یہ ہیں:-

"قادیانی اُمت کا لاہوری گروہ پہلے تو مرزا غلام احمد کو اسی طرح نبی اللہ مانتا تھا جس طرح ربوی گروہ تسلیم کرتا ہے مگر آج سے کوئی چالیس پینتالیس سال قبل قادیانی اُمت کے لاہوری فرقے نے اپنے عقیدے میں بظاہر یہ ترمیم کرلی کہ مرزا غلام احمد نبی نہیں مجدد، مہدی اور مسیح موعود ہیں ــــ مگر وہ مجدد اور مسیح موعود کو جس انداز میں پیش کرتے ہیں وہ معناً نبی ہی کا مترادف ہے۔" (۲۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

(۳) خاتم النبیین کے سچے معنے

آپ کے اخبار پیغام صلح میں ہمارے رسالہ "نبوت و خلافت کے متعلق جماعت احمدیہ کا موقف" کے متعلق لکھا ہے:-

"اس رسالہ میں مولٰنا محمد علی صاحب کی ایک پُرانی تحریر درج کی گئی ہے اس بات کے ثبوت میں کہ وہ پہلے حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مانتے تھے۔ تحریر یہ ہے:-

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پُرانا ہو یا نیا آپ

کے بعد ایسا نہیں ہو سکتا جس
کو نبوت بدوں آپ کے
واسطے سے مل سکتی ہو۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد خدا تعالیٰ نے تمام نبوتوں
اور رسالتوں کے دروازے
بند کر دیئے۔ مگر آپ کے
متبعین کامل کے لئے جو
آپ کے رنگ میں رنگین
ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے
ہی نور حاصل کرتے ہیں ان کیلئے
یہ دروازہ بند نہیں ہوا کیونکہ
وہ گویا اسی وجود مطہر اور مقدس
کے عکس ہیں مگر عام مسلمانوں کا
عقیدہ یہ ہے کہ آپ کے بعد
حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ
سے چھ سو سال پہلے نبی ہو چکے
تھے دوبارہ آئیں گے جس سے
ختم نبوت کا ٹوٹنا لازم آتا ہے۔"
(پیغام صلح ۲۸ ستمبر ۱۹۶۶ء صفحہ ۹)

مولوی محمد علی صاحب کے اس اقتباس کو درج کرتے ہوئے اخبار پیغام صلح نے تسلیم کر لیا ہے کہ ہر احمدی کا یہی عقیدہ تھا، یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ رہیگا۔
اب آپ خدارا غور کریں کہ آپ کی جماعت احمدیہ سے "جنگ" کی کوئی بنیاد باقی رہ جاتی ہے؟

(۴) حاجی فاروقی صاحب کے اعتراض کا جواب

حاجی ممتاز احمد فاروقی کی کتاب "فتح حق" پر سرسری تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے انہیں جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم کی عبارت ذیل کی طرف توجہ دلائی تھی کہ:۔

"میں بار بار کہتا ہوں کہ صاحبزادہ
صاحب کی عزت کرتا ہوں وہ میرے
آقا کے صاحبزادے ہیں اگر میں ان کی عزت
واحترام ملحوظ نہ رکھوں تو بڑی نمک حرامی
ہوگی۔" (پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

اس کی ضرورت یہ پیش آئی تھی کہ حاجی فاروقی صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اپنی کتاب "فتح حق" میں نہایت گندے اعتراض کئے تھے۔
حاجی فاروقی صاحب نے پیغام صلح میں ہمارے تبصرہ پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے سوال کیا ہے کہ:۔

"آج جاہلین کے متعلق اعتراضات و
الزامات کے مقابل جو جواب آپ
دیتے ہیں وہی جواب حضرت اقدسؑ نے
اپنی زندگی میں کیوں نہیں دیئے۔"
(پیغام صلح ۷ ستمبر ۱۹۶۶ء)

غالباً حاجی فاروقی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا گہرا مطالعہ کرنیکا موقع نہیں ملا ورنہ وہ سوال نہ کرتے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی موعود

ذرّیت کے جنتی ہونے کا صاف اعلان فرما دیا ہے حضورؑ رسالہ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں :-

"میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثنا رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا" (رسالہ الوصیت ص۲۶ مطبوعہ ۱۹۰۶ء)

گویا بہشتی مقبرہ کے جنتیوں کے گروہ میں جس طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام شامل ہیں اسی طرح آپ کے فرزند بھی شامل ہیں۔ اس استثنا پر اعتراض کرنے والا منافق ہے۔

باقی رہا الزام کی تحقیق کا حکم دینا تو یہ انبیاء علیہم السلام کا اسوۂ طریق ہوتا ہے تا کسی بدقسمت انسان کو ٹھوکر نہ لگے۔ ہر جگہ تحقیق کرنا اس بات کی علامت نہیں ہوتی کہ الزام کو واقعی قرین قیاس مان لیا گیا تھا حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر جب منافقین نے الزام لگایا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گونہ تحقیق تو فرمائی تھی (صحیح البخاری) مگر کیا کوئی مومن تصور کر سکتا ہے کہ حضورؐ نے اس اتہام کو کچھ وزن دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا تھا یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِہٖٓ اَبَدًا (سورۂ نور) کہ آئندہ اس قسم کے الزام کے جرم کا ارتکاب نہ کرنا مگر افسوس کہ غیر مبایعین کے "حاجی" صاحب اس پر مصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل وایمان بخشے۔ آمین۔

(۵) غیر مبایعین کا غلط ترین تازہ موقف

حاجی فاروقی صاحب نے اپنے کتابچہ میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مستجاب الدعوات نہ تھے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ :-

"موجودہ اولاد طیب اور پاک نہیں ہے جیسا کہ الہام ربّ ھب لی ذریّۃً طیّبۃً یعنی اے میرے رب مجھے پاک اولاد عطا فرما کتاب تذکرہ ص۳۵ سے ظاہر ہے اور اس الہامی دعا کے بعد حضرت مرزا صاحب کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔" (فتح حق ص۳۲)

غیر مبایعین کا یہ نظریہ ان کے پہلے مسلمات کے بھی خلاف ہے اور یوں فی الواقع بھی سراسر غلط ہے۔ اخبار پیغام صلح لکھ چکا ہے کہ :-

"اس میں کسی ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب خدا کے مامور اور برگزیدہ کے فرزند، صاحب علم، صاحب عفت، صالح اور

(باقی ص۴۲ پر)

از ماست کہ بر ماست

[مسلمانوں کی ترقی کا راز اس میں ہے کہ وہ صحیح طور پر اپنی کمزوریوں کا احساس کریں اور پھر حقیقی آسمانی علاج کی طرف متوجہ ہوں۔ مشہور رسالہ صوفی میں قریباً نصف صدی پیشتر ذیل کی فارسی نظم شائع ہوئی تھی جس کی افادیت کے مدِنظر اسے درج کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)]

این دور سیہ فام کہ از بام وطن خاست از ماست کہ بر ماست
وین شعلہ سوزاں کہ درآمد ز چپ و راست از ماست کہ بر ماست

جاں گو طلب یار سد از غیر بنالیم با کس نسگالیم
از خویش بنالیم کہ جان سخن اینجاست از ماست کہ بر ماست

ملت چو موافق شدہ یک دستہ سپاہ است با تاج و کلاہ است
ملک چو نفاق آورد از یکہ و تنہاست از ماست کہ بر ماست

ما گفتہ چہ داریم کہ از باد بنالیم بر خاک بمالیم
اما چہ کنیم آتش ما در شکم ماست از ماست کہ بر ماست

اسلام گر امروز چنیں زار و ضعیف است زیں قوم شریف است
نہ جرم ز عیسیٰ نہ تعدی ز کلیساست از ماست کہ بر ماست

کے گفت بما خصم کہ ہاں علم میاموز اوہام بیندوز
آں شیخ بما گفت کہ ایں علم تو بیجاست از ماست کہ بر ماست

دہ سال بیک مدرسہ گفتیم و شنفتیم تا روز نخفتیم
امروز بدیدیم کہ آں جملہ ہباست از ماست کہ بر ماست

از سیمی و جغرافی و تاریخ نفوریم وز فلسفہ دوریم
وز قال و اں قلت بر مدرسہ غوغاست از ماست کہ بر ماست

صد معدنِ زرخیز بر گوشہ نہاں است نے بلکہ عیاں است
ما خفتہ و در معدۂ ما غو غو حلوا است از ماست کہ بر ماست

از مہر منیر ساختہ مغرب شدہ پُر نور وین مشرق رنجور
شب خفتہ در اندیشۂ آسائش فرداست از ماست کہ بر ماست

گویم کہ بیدار شدیم این چہ خیالست بیداریٔ ما چیست
بیداری طفلے است کہ محتاج بلالاست از ماست کہ بر ماست

اغیار بہم صلح نمودند بہر سو ہر برزن و ہر کو
در خانۂ ما باز ہنوز اوّل دعواست از ماست کہ بر ماست

گویند "بہار" از دل و جاں عاشق غربی است با کافر حربی است
ما بحث چہ رانیم در آں نکتہ کہ پیداست از ماست کہ بر ماست

(رسالہ صوفی منڈی بہاؤالدین گجرات مئی سنہ ۱۹۱۲ء)

قسط ۳

مسئلۂ صحت اور طبِّ اسلامی

(جناب ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب ظفر)

طبِّ اسلامی کا دائرہ

اگرچہ "طبِّ اسلامی" محکم اور دائمی اصولوں پر قائم ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ طبّ زمان و مکان کی بندشوں میں جکڑی ہوئی یا کسی خاص طرزِ علاج کی پابند ہے بلکہ اس طب کا دائرہ تو بہت وسیع ہے اور دراصل اس کی آفاقیت اور ہمہ گیری ہی اس کے اصولوں کے پختہ اور غیر متزلزل ہونے کی ضامن ہے۔

اسلام نے جس طرح انسانی زندگی کے دیگر مختلف شعبوں کے متعلق ٹھوس اور واضح ہدایات دینے کے باوجود ان میں ایسی فطری اور قدرتی لچک رکھی ہے، یا یوں کہیئے کہ اپنے قوانین میں ایسی وسعت اور گہرائی رکھ چھوڑی ہے، کہ ہر حال، ہر ماحول، اور ہر زمانے میں ان سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے اسی طرح طب کے میدان میں بھی اسلام نے ضروری اور اہم حدود کے تعیّن کے بعد اشہبِ فکر و تحقیق کی جولانیوں کیلئے بے حد گنجائش رکھ چھوڑی ہے اور اس طرح "عدمِ استحکام" کے خطرہ کے بغیر (جس سے رائج الوقت مغربی طب دوچار ہے) طبّ کی نشوونما اور ترقی کے لئے ایک بہترین لائحہ عمل تجویز کر دیا ہے۔

کوئی بھی طبّی اصول اور نظریّہ جو اسلام کے پیش کردہ کسی اصول یا نظریّہ کے خلاف ہو قابلِ قبول نہیں ہو سکتا اور ایسی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں کہ بعض "سائنٹفک" کہلانے والے نظریات جو اسلام کے پیش کردہ نظریات سے متصادم تھے بعد میں غلط اور بے بنیاد ثابت ہوئے پس اِن قسم کے "سائنٹفک" نظریات اور اصولوں سے قطع نظر اسلام طب میں تجدید و ترقی کا ہرگز مخالف نہیں بلکہ اسلام نے مسلسل تحقیق اور جدید سے جدید تر نظریات کو (جو درست اور مفید ثابت ہوں) اپنانے پر بہت زور دیا ہے اور بقول حضرت مصلح موعودؓ اِس بات کی تلقین کی ہے کہ ؎

جو صداقت بھی ہو تم شوق سے مانو اس کو

لیکن ساتھ ہی یہ ہدایت بھی کر دی کہ ؎

علم کے نام سے پر تابعِ اوہام نہ ہو

اسلام کے علاوہ یہ وسیع نظری اور دریا دلی اور کہیں نظر نہیں آتی۔ اِس ضمن میں خود پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔ فرمایا:-

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّیْنِ

کہ علم حاصل کرو خواہ اس کے لئے چین جیسے (جغرافیائی اور نظریاتی لحاظ سے) دور دراز ملک میں ہی کیوں نہ

جانا پڑتا ہے لیکن مسلمانوں کے لئے ساتھ ہی یہ ہدایت بھی ہے کہ خُذْ مَا صَفَا وَ دَعْ مَا كَدِرَ یعنی ؎

جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا
عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے

حصولِ علم میں تعصب اور تنگ نظری کی روک کو دور کرنے کے لئے آپؐ نے فرمایا اُنْظُرُوْا اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ۔ کہ تم بات کرنے والے کی شخصیت کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ جو بات اُس نے کہی ہے وہ کیسی ہے! اگر وہ بات اچھی اور مفید ہے تو اُسے اپنی چیز سمجھ کر لے لینا چاہیئے کیونکہ حکمت اور دانائی کی ہر بات در اصل مومن کی اپنی کھوئی ہوئی چیز ہے وہ اسے جہاں سے بھی ملے لے لے جیسا کہ فرمایا کَلِمَةُ الْحِکْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ اَخَذَهَا حَيْثُ وَجَدَهَا۔

ارتقائی رجحان

مذکورہ بالا سطور سے یہ بات بخوبی واضح ہے کہ اسلامی طب میں ارتقاء کا زبردست رجحان پایا جاتا ہے۔ اب میں سُنّتِ نبویؐ سے ایک مثال پیش کرتا ہوں جس سے علاج کے بہتر سے بہتر ذرائع اور جدید سے جدید تر طریقے اختیار کرنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مرض کے موافقِ حال سینگی لگانے یا شہد پلانے یا آگ سے داغ لگانے میں فائدہ ہے لیکن میں آگ یا گرم لوہے وغیرہ سے داغ لگانے کو پسند نہیں کرتا۔
(بخاری کتاب الطب)

اب اس حدیث میں آپؐ داغ لگانے والے طریقہ کو مفید جانتے ہوئے بھی اُس کی تکلیف اور ضرر کے پیشِ نظر اسے ناپسند فرماتے ہیں تاہم اس کی ضرورت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اس سے منع نہیں فرماتے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں آپؐ پر یہ بات واضح ہوگئی کہ آگ سے داغنے کے بغیر بھی علاج ممکن ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اس تکلیف دہ علاج کو حکماً بند فرما دیا۔

دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

اَنْهٰى اُمَّتِیْ عَنِ الْكَيِّ۔
کہ میں اپنی اُمت کو داغ لگانے سے منع کرتا ہوں۔"
(بخاری کتاب الطب)

پس "اسلامی طب" کوئی محدود یا جامد چیز نہیں بلکہ ایک ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین کے پاتال تک گڑی ہوئی ہیں اور جس کی شاخیں آسمان کی رفعتوں اور آفاق کی وسعتوں میں پھیلتی چلی جا رہی ہیں جو کسی موسم میں بھی بے ثمر نہیں ہوتا البتہ موسم کے ساتھ ساتھ اُس کے پھل اپنی رنگ ضرور بدلتے رہتے ہیں۔ اس درخت کی مختلف خطوں میں پھیلی ہوئی شاخیں مختلف رنگ و بُو کے پھل پھول سے لدی پھندی رہتی ہیں جو وہاں کے باشندوں کے مزاج اور ان کی ضرورت کے مطابق ہوتے ہیں۔

یہ دعویٰ میں اپنے پاس سے نہیں کر رہا۔ بلکہ خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی پیدا نہیں کی جس کے لئے

اُس نے شفاء پیدا نہ کی ہو۔ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ
لَہٗ شِفَاءً (بخاری کتاب الطب)

اس حدیث میں مغربی طب کے اس نظریہ کا رد کیا گیا ہے کہ بعض بیماریاں قابلِ علاج (CURABLE) اور بعض ناقابلِ علاج (INCURABLE) ہوتی ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے بیماریوں کی یہ تقسیم بنیادی طور پر غلط ہے کیونکہ یہاں ہر بیماری خواہ وہ سرطان (CANCER) ہی کیوں نہ ہو قابلِ علاج اور قابلِ شفاء ہے۔ (باقی)

ضروری تردید

ماہنامہ فاران کراچی کی اشاعت ماہِ اکتوبر میں عبدالرشید صاحب سلفی حیدرآباد کی طرف سے ایک اعلان کیا گیا ہے کہ مسعود احمد صاحب نے احمدیت سے توبہ کر لی ہے اور جماعت سے علیحدہ ہو کر جماعت اہلحدیث میں شامل ہو گئے ہیں۔ یہ اعلان بالکل بے بنیاد اور بے حقیقت ہے۔ جماعت احمدیہ حیدرآباد میں اس نام کا کوئی شخص نہیں جو احمدیت سے منحرف ہوا ہو۔ یہ فاران کا محض غلط پروپیگنڈا ہے اس کا جواب ہماری طرف سے یہی ہے کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔

(غلام احمد فرخ مربی سلسلہ احمدیہ حیدرآباد۔ ۲ 11/66)

حمدِ الٰہی

تری رحمت کو جب دیکھا تو دل میں حمد بھر آئی
تری پیاری نگاہوں سے مرے دل میں سرور آیا
میں ہر دم دیکھتا ہوں تیری رحمت کی بہاروں کو
تری قدرت کے ان جلووں سے میرے دل میں نور آیا
کھلا ہے راز اب مجھ پر کہ تو ہے قادرِ مطلق
میں جاہل تھا خدایا اب مجھے کامل شعور آیا
لگاتے ہیں جو دل تجھ سے وہی مسرور ہوتے ہیں
ترے دربارِ عالی میں وہی منظور ہوتے ہیں
شکستہ پا شکستہ دل جو پایا تو نے مومن کو
تری رحمت سے اسکے پاس چل کر کوہِ طور آیا

(خواجہ عبدالمومن گولبازار ربوہ)

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵۔ انارکلی۔ لاہور

رشید آئل کرز

بلحاظ

خوبصورتی، مضبوطی، تیل کی بچت

اور

افراطِ حرارت

دنیا بھر میں

بہترین ہیں

اپنے شہر کے ڈیلر سے

طلب فرمائیں

رشید اینڈ برادرز

ٹرنک بازار سیالکوٹ

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں
عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، کافی تعداد میں موجود ہے!
ضرورت مند اصحاب
ہمیں خدمت کا موقع دیکر مشکور فرمائیں

گلوب ٹمبر کارپوریشن - ۲۵ - نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور، فون نمبر ۶۲۹۱۸
سٹار ٹمبر سٹور - ۹۰ - فیروز پور روڈ - لاہور
لائلپور ٹمبر سٹور - راجباہ روڈ لائلپور - فون نمبر ۳۸۰۸

مومن کلاتھ ہاؤس

کپڑے کی نئی دُکان

مومن کلاتھ ہاؤس سے آپ کپڑا خریدنے کے لئے تشریف لائیے۔ انشاء اللہ لائلپور جانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ دام تسلی بخش اور با رعایت۔ آپ ہم سے ایک بار کپڑا خریدنے سے ہمیشہ ہمارے گاہک بن جائیں گے۔ ہر قسم کا سُوتی و ریشمی کپڑا مہیا ہو سکتا ہے۔

المشتہر
خواجہ عبد المومن
قریشی مارکیٹ، اندرون گلی، گولبازار - ربوہ

تحریک جدید آپکی محبوب تحریک ہے

کیونکہ

اس کے ذریعہ دنیا بھر میں تبلیغ اسلام ہو رہی ہے!

ماھنامہ تحریک جدید

آپ کا محبوب ماہنامہ ہے کیونکہ یہ آپ کو بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کی تفاصیل سے آگاہ کرتا ہے۔

- سالانہ چندہ صرف ڈیڑھ روپیہ یعنی دو آنے فی کاپی!
- اسے خود بھی پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے!!

(مینیجنگ ایڈیٹر)

مفید اور مؤثر دوائیں

تریاقِ اٹھراء

اٹھراء کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزا کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔
اٹھرا - بچوں کا مُردہ پیدا ہونا یا پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہونا یا لاغر رہنا، ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔
قیمت - پندرہ روپئے

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ
آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے بہترین تحفہ - خارش، پانی بہنا، بھینی، ناخنہ، ضعفِ بصارت وغیرہ امراضِ چشم کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ متعدد جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ جوہر ہے جو عرصہ ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔
خشک و تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ!

نورِ نظر

اولادِ نرینہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض کی بہترین تجویز جس کے استعمال سے اللہ تعالےٰ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔
مکمل کورس - پچیس روپے۔

نور منجن

دانتوں کی صفائی صحت کے لئے ازحد ضروری ہے۔ یہ منجن دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی حفاظت اور علاج کے لئے بہت مفید ہے۔
قیمت - ایک روپیہ

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

مفید کتابیں

۱- **تفہیمات ربانیہ**- غیر احمدی علماء کے جملہ اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات پر مشتمل سوا آٹھ صد صفحات کی کتاب ہے۔ سفید کاغذ قیمت گیارہ روپے۔ (محدود تعداد باقی ہے)

۲- **القول المبین**- مودودی صاحب کی کتاب ختم نبوت کا جامع جواب ہے جس کا جواب دینے کی مودودی صاحب کو جرأت نہیں ہوئی۔ حجم اڑھائی صد صفحات ——— قیمت دو روپے۔

۳- **مباحثہ مصر**- عیسائی پادریوں سے ان کے معتقدات کے بارے میں مصر میں کامیاب مباحثہ ہوا ہے۔

قیمت اُردو .... ۶۲ پیسے

〃 انگریزی .... ۲۵—۱

۴- **تحریری مناظرہ**- پادری عبدالحق صاحب سے الوہیت مسیح پر مناظرہ- پادری صاحب نے لاجواب ہو کر مناظرہ درمیان میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ قیمت ۵۰—۱۔

۵- **بہائی شریعت پر تبصرہ**- بہائیوں کی اصل شریعت اور اس کا جواب- قابلِ دید ہے۔ قیمت ۰—۲۔

۶- Jesus did not die on the Cross. - قیمت بیس پیسے۔

۷- **نبراس المؤمنین**- سو احادیث اور ان کا سلیس اردو ترجمہ- بچوں اور بچیوں کی تعلیم کے لئے نہایت مفید مجموعہ ہے- قیمت تیس پیسے۔

۸- **موجودہ عیسائیت کا تعارف**- قیمت بارہ پیسے۔

ملنے کا پتہ

مینجر الفرقان ربوہ

(طابع و ناشر- ابو العطاء جالندھری + مطبع- ضیاء الاسلام پریس ربوہ + مقام اشاعت- دفتر الفرقان ربوہ)

نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں ہرگز وصیت نمبر نہیں بلکہ یہ مثل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری کے بعد دیئے جائینگے۔ وصیت کنندگان و سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مثل نمبر ۱۸۴۰۰ میں سعید احمد ولد علی محمد قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن نوکوٹ ڈاکخانہ نوکوٹ ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۴/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ یکصد روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میرے والد بقید حیات ہیں۔ العبد سعید احمد ولد علی محمد ساکن نوکوٹ ضلع تھرپارکر سندھ۔ گواہ شد محمد یونس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نوکوٹ۔ گواہ شد محمد اکرام فضل شاہد مربی سلسلہ ضلع تھرپارکر ضلع حیدرآباد۔ گواہ شد منیر احمد ونیس ولد غلام رسول کلاچی ضلع حیدرآباد۔

مثل نمبر ۱۸۴۰۱ میں محمد لطیف ولد محمد شفیع قوم جٹ بھنجرا پیشہ حجام بیعت دسمبر ۱۹۲۸ء ساکن کنری ڈاکخانہ کنری ضلع تھرپارکر صوبہ سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائداد نہیں ہے میرا گزارہ دستکاری (حجامت بنانا) ہے جس کے ذریعہ ساٹھ روپے ماہوار آمد ہو جاتی ہے کمی بیشی کے رنگ میں اسکا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جس قدر بھی میرا متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی نیز میری وصیت یکم مارچ ۱۹۶۶ء سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد لطیف ولد محمد شفیع حجام کنری۔ گواہ شد ماسٹر فضل الدین کنری۔ گواہ شد فضل کریم قریشی معلم وقف جدید کنری۔

مثل نمبر ۱۸۴۰۲ میں شفیق احمد خالد ولد حکیم فیروز الدین قوم مغل پیشہ طبابت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کلاچی ڈاکخانہ خاص ضلع حیدرآباد صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۶/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائداد نہیں ہے وفات کے بعد میری جو جائداد ثابت ہو صدر انجمن احمدیہ اس کے دسویں حصے کی مالک ہوگی۔ اسوقت میری سالانہ آمدن بصورت جیب خرچ -/۳۲۰ روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ آمدنی کی کمی بیشی کے مطابق حصہ آمد ادا کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد شفیق احمد خالد ولد حکیم فیروز الدین کلاچی ضلع حیدرآباد۔ گواہ شد ملک محمد شفیع ولد کرم دین قوم کھوکھر کلاچی

مثل نمبر ۱۸۴۰۴ میں نور محمد ولد جیون سنگھ قوم جٹ پیشہ بیکار عمر ۸۲ سال بیعت ۱۹۱۰ء ساکن راولپنڈی ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے اسکے علاوہ میری کوئی آمد نہیں۔ ایک مکان پختہ $\frac{1}{241}$ گلی $\frac{2}{3}$ واقع آریہ محلہ راولپنڈی جسکی موجودہ مالیت ساڑھے تین ہزار روپے ہے میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی میری یہ وصیت ۱۰/۷/۶۶ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا نور محمد ولد جیون سنگھ C/O احمدیہ مسجد مری روڈ راولپنڈی۔ گواہ شد چوہدری عبدالحمید احمد ولد فیض محمد صاحب موصی نمبر ۷۱۹ مسجد احمدیہ مری روڈ راولپنڈی۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔

مثل نمبر ۱۸۴۰۵ میں غلام نبی لون ولد حسن دین صاحب قوم لون کشمیری پیشہ تجارت عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۴۴ء ساکن 69/B راوی پارک ڈاکخانہ لاہور ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۵/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد مندرجہ ذیل ہے (۱) میرا ایک مکان واقع $\frac{12}{159}$ راوی پارک لاہور جو میں نے خود تعمیر کرایا ہے اس پر کل خرچ تیس ہزار روپے ہوا ہے (۲) دوسرا مکان واقع $\frac{7}{176}$ بغدادی نزد علی ہوٹل آتارام پرتیم داس روڈ کراچی ملا ہے جو میں نے خود تعمیر کیا ہے اور اس پر کل خرچ مبلغ آٹھ ہزار روپے ہوا ہے (۳) ایک قطعہ اراضی جو کہ ربوہ میں واقع قطعہ نمبر ۱۸ دارالنصر میں ہے اور دس مرلے کا ہے میں نے اس قطعہ کو مبلغ -/۱۰۰ روپے میں خریدا تھا موجودہ قیمت جو آپ لگائیں مجھے منظور ہوگی (۴) مندرجہ بالا جائداد کے علاوہ مجھے اپنے کام سے مبلغ -/۵۰۰ روپے کی ماہوار آمد ہے میں اپنی کل جائداد و آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں اسکے علاوہ میں کوئی آمد یا جائداد پیدا کروں گا تو اسکی اطلاع صدر انجمن احمدیہ کو دیتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد غلام نبی بقلم خود۔ گواہ شد حکیم حفیظ الرحمن سنوری سیکرٹری وصایا حلقہ بھاٹی گیٹ لاہور۔ گواہ شد محمد صدیق شاکر نمبر ۱۷۵۸ حلقہ بھاٹی گیٹ لاہور۔

مثل نمبر ۱۸۴۰۶ میں منظور محمد ولد میاں فضل محمد قوم راجپوت پیشہ بیکار

بیعت ۱۹۰۱ء ساکن بیرون دہلی دروازہ لاہور ڈاکخانہ لاہور ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے میرے لڑکوں کی طرف سے مبلغ دس روپے ماہوار ملتے ہیں میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نذیر محمد بقلم خود۔ گواہ شد احمد علی صدر حلقہ دہلی گیٹ لاہور گواہ شد خلیل الرحمن بنگالی خادم مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور۔

مثل نمبر ۱۸۴۰۹ میں چوہدری محمد نواز ولد چوہدری نور محمد قوم جٹ نسرا پیشہ کاروبار عمر ۳۹ سال پیدائشی احمدی ساکن ۷ مسلم کالونی ڈاکخانہ سمن آباد ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰ مئی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری اسوقت کوئی زرعی سکنی جائداد نہیں ہے البتہ پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور میں مبلغ چالیس ہزار روپیہ کے (مشترکہ برادران) حصص ہیں جس میں میرا حصہ ۱/۵ ہے۔ اسی طرح پاکستان سیمنٹ انڈسٹری لاہور کے ۱۳ حصص مالیتی -/۱۳۰ ہیں (۲) مبلغ -/۸۰۰ روپیہ ماہوار آمد اسوقت جو بطور مینجنگ ڈائرکٹر پرنس ٹرانسپورٹ مجھے ملتی ہے (۳) میں اپنی جائداد مندرجہ بالا اور اپنی آمد مندرجہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں نیز یہ بھی لکھ دیتا ہوں کہ میری وفات پر کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ (۴) اگر میں اپنی زندگی میں حصہ وصیت کے طور پر جو جائداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے خزانہ میں کوئی رقم داخل کردوں تو وہ رقم حصہ وصیت سے منہا سمجھی جاوے گی (۵) اگر میری ماہوار آمد بند ہوجائے یا کم ہوجائے تو ماہوار آمد کے مطابق دسواں حصہ ماہوار آمد کا داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کراتا رہونگا۔ العبد چوہدری محمد نواز بقلم خود مینجنگ ڈائرکٹر پرنس ٹرانسپورٹ لاہور۔ گواہ شد چوہدری سرفراز خان ۷ مسلم کالونی لاہور۔ گواہ شد چوہدری رشید نواز ولد چوہدری نور محمد ۷ مسلم کالونی لاہور۔

مثل نمبر ۱۸۴۱۱ میں نذیر احمد ولد چوہدری نور محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹ سمابہ ڈاکخانہ کوٹ سمابہ ضلع رحیم یارخان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵ ۔۔۔ ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) میرے والد صاحب حیات ہیں اور وہ اکثر زمین اپنی کے نام ہے جس میں سے کوئی حصہ نہیں لے رہا کیونکہ وہ ضعیف اور بوڑھے ہیں اور اسکے علاوہ انکا کوئی ذریعہ آمد نہیں (۲) پاکستان سروسز لمیٹڈ میں پچیس صد روپیہ کے حصے خریدے ہوئے ہیں اب تک ان میں سے کوئی منافع نہیں ملا (۳) اسکے علاوہ مجھے ملازمت میں -/۶۷۰ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے میں اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد نذیر احمد ایس۔ ڈی۔ او کوٹ سمابہ ضلع رحیم یارخان۔ گواہ شد رانا محمد یوسف سول ڈیفنس آفیسر۔ گواہ شد محمد اشرف ناصر۔

مثل نمبر ۱۸۴۱۲ میں سرفراز خان ولد منظور بخش صاحب قوم گھمن پیشہ زمیندارہ عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۴۹ء ساکن کوٹ گھمن ڈاکخانہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۷ دسمبر ۱۹۶۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد حسب ذیل ہے۔ (۱) ۱۴ کنال اراضی چاہی نہری جو بٹائی نصفی پر دی ہوئی ہے جسکی پیداوار میں سے پہلے بھی ۱/۱۰ حصہ دیتا ہوں اب بھی اپنی آمد پر ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میری ملکیتی اراضی ۱۴ کنال جسکی قیمت دو ہزار روپے ہے اس رقم کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں -/۲۰۰۰ روپے ملکیتی اراضی کی رقم -/۲۰۰ روپے ادا کردوں تو میرے مرنے کے بعد ورثاء سے مزید وصولی نہ کی جائے۔ اگر میں ادا نہ کرسکوں تو ورثاء سے -/۲۰۰ روپے وصول کئے جائیں۔ اگر اسکے علاوہ کوئی اور بھی جائداد بناؤں تو اسکی اطلاع مرکز کو کردی جائیگی اور اسپر بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت حاوی ہوگی۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور ترکہ جائداد ثابت ہو تو اسپر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد چوہدری سرفراز خان ولد منظور بخش صاحب موضع کوٹ گھمن۔ گواہ شد چوہدری محمد جمیل ولد ابراہیم صاحب کوٹ گھمن۔ گواہ شد چوہدری محمد اسمٰعیل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ۔

مثل نمبر ۱۸۴۱۴ میں سعید احمد ڈسپنسر ولد چوہدری فیروز الدین صاحب قوم اچھوت پیشہ ڈسپنسر عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن نوکوٹ ڈاکخانہ نوکوٹ ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱ مئی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۲۵ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اسکا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد سعید احمد ڈسپنسر احمدیہ جنرل سٹور نوکوٹ سندھ گواہ شد سعید احمد ولد علی محمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ نوکوٹ ضلع تھرپارکر۔ گواہ شد عبدالغفور ناصر معلم وقف جدید۔

مثل نمبر ۱۸۴۱۶ میں شیخ فیض احمد مسیحی ولد شیخ عبدالشکور صاحب مرحوم قوم اچھوت

پیشہ ملازمت عمر ۴۴ سال پیدائشی احمدی ساکن گجرات ڈاکخانہ گجرات ضلع گجرات صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ / اگست ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ -/۴۸۷ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد شیخ فیض احمد فیضی ولد شیخ عبدالشکور صاحب مرحوم نیک آف پاکستان۔ گواہ شد سید رفیق احمد ابن سید باغ علی شاہ سیکرٹری اصلاح و ارشاد گجرات۔ گواہ شد سید شریف احمد قائد ضلع مجلس خدام الاحمدیہ معین الدین پور ضلع گجرات۔

مثل ۱۸۴۲۲ میں عبدالمالک احمر فلائنگ آفیسر ولد میجر عبدالحمید صاحب قوم راجپوت جنجوعہ پیشہ ملازمت عمر ۲۲½ سال پیدائشی احمدی ساکن پی۔اے۔ایف آفیسرز میس سرگودھا حال ۲۴/۱ دارالصدر غربی ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اگست ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ اسوقت ماہوار آمد مبلغ ایک ہزار روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ایک دہائی (۱/۱۰ حصہ) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ایک دہائی (۱/۱۰ حصہ) کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد عبدالمالک راجہ۔ گواہ شد غلام محمد (ناظم قلم بیت المال) دارالصدر شرقی ربوہ۔ گواہ شد غلام یٰسین سابق مبلغ امریکہ کوارٹرز تحریک جدید ربوہ۔

مثل ۱۸۴۲۳ میں علی احمد ولد اللہ دتہ صاحب قوم گوجر عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن مبارک آباد ڈاکخانہ بشیر آباد ضلع حیدرآباد صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۶/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے میرا گزارہ صرف مبلغ ساٹھ روپے جو کہ مجھے گزارہ کے طور پر وقف جدید سے الاؤنس ملتا ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے علاوہ کوئی جائداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جو ترکہ میرا ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی۔ العبد علی احمد معلم خود ساکن وصیت نمبر ۱۳۳۸۵ ربوہ۔ گواہ شد فضل القادر احمد معلم وقف جدید ربوہ۔

مثل ۱۸۴۲۵ میں عبدالحی ولد دین محمد قوم ارائیں پیشہ زمینداری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کنری ڈاکخانہ کنری ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ میرا گزارہ زمیندارہ آمد پر ہے جو کہ سالانہ ڈیڑھ ہزار روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار یا سالانہ آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد عبدالحی ولد دین محمد فضل عمر کلاتھ ہاؤس کنری۔ گواہ شد مقصود احمد خان ولد ماسٹر محمد حسن صاحب آسان مرحوم امیر جماعت احمدیہ کنری۔ گواہ شد محمد اکرم فضل ولد سراج الدین مرحوم مربی سلسلہ احمدیہ مقیم کنری۔

مثل ۱۸۴۲۸ میں حافظ غلام حسین ولد فضل قوم مصلی پیشہ بیکار عمر ۶۶ سال بیعت ۱۹۵۱ء ساکن دارالعلوم غربی ربوہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم جولائی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے میرا گزارہ اس آمد پر ہے جو میرے لڑکے مجھے گزر اوقات کے لئے دیتے ہیں۔ یہ آمد کم و بیش بیس روپے ماہوار ہوتی ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ مغربی پاکستان کرتا ہوں۔ اگر آئندہ میں کوئی جائداد پیدا کروں یا میری وفات کے وقت کوئی جائداد میری ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ آمد میں کمی بیشی کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیدونگا اور اسکے مطابق حصہ آمد ادا کرونگا۔ میری یہ وصیت آج سے نافذ فرمائی جائے۔ والسلام غلام حسین۔ گواہ شد نور الحق انور صدر محلہ دارالعلوم غربی ربوہ۔ گواہ شد ملک محمد اعظم زعیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالعلوم غربی ربوہ۔

مثل ۱۸۴۲۹ میں مستری نذیر محمد ولد نور محمد صاحب مرحوم قوم ارائیں پیشہ الیکٹریشن عمر ۵۲ سال بیعت ۱۹۱۴ء ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خان ڈاکخانہ ڈیرہ اسمٰعیل خان ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان صوبہ سرحد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۵/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد درج ذیل ہے۔

مکان واقعہ محلہ ٹوپیانوالہ نمبر ۱۵/c ، قیمتی پانچ ہزار -/۵۰۰۰ ہے۔
دکان 〃 〃 بازار نمبر ۲۷۴۲ 〃 سات ہزار -/۷۰۰۰ ہے۔
کل -/۱۲۰۰۰ روپے۔ اسکے علاوہ اسوقت مجھے دکانداری میں مبلغ ڈیڑھ سو روپے

جائداد کے ۱/۱۰ (دسویں حصہ) کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ مغربی پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز اسکے علاوہ اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز ربوہ کو دیتا رہونگا۔ میری یہ وصیت اس جائداد پر بھی حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ اگر خدانخواستہ میرے ورثاء میں سے کوئی مزاحمت کرے تو صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان عدالت کے ذریعہ لینے کی مجاز ہے۔ میری وصیت آج سے ہی منظور فرمائی جاوے۔ العبد مستری نذیر محمد بقلم خود محلہ ٹوپانوالہ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ گواہ شد عبدالعزیز شاہد مربی سلسلہ احمدیہ حال ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ گواہ شد شیخ محمد صدیق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔

مثل نمبر ۱۸۴۳۰ میں عنایت اللہ منگلا ولد رائے غلام محمد صاحب منگلا پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال بیعت یکم جنوری ۱۹۵۵ء ساکن ۱۵-A کرشن نگر گلی نمبر ۱۱ لاہور ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۳/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے والد صاحب حیات ہیں بدیں وجہ میری کوئی جائداد نہیں ہے میری موجودہ تنخواہ مبلغ ۴۵۰/- (چار صد پچاس روپیہ) ہے جسکی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جاوے۔ العبد عنایت اللہ منگلا۔ گواہ شد ملک عبداللطیف ستکوہی بقلم خود صدر حلقہ کرشن نگر سنت نگر لاہور۔ گواہ شد محمد احمد جلیل نزیل ۱۵A/۹۷ کرشن نگر لاہور۔

مثل نمبر ۱۸۴۳۱ میں صادق علی ولد رحمت علی قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر ۱۵۹ گ ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۶/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت تین سو پچاسی روپیہ (۳۸۵/-) ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جاوے۔ العبد صادق علی۔ گواہ شد عبدالعزیز پریذیڈنٹ جماعت

مثل نمبر ۱۸۴۳۴ میں عبدالرشید ولد غلام محمد قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن شاہدرہ ٹاؤن ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم جولائی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت گیارہ صد روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد عبدالرشید ریڈر انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور مکان نمبر ۱۴ گلی نمبر ۲ محلہ صرافاں شاہدرہ ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد بقلم خود غلام محمد صدر جماعت احمدیہ شاہدرہ ٹاؤن محلہ صرافاں مکان نمبر ۱۲ گلی نمبر ۲۔ گواہ شد شریف احمد ولد غلام محمد ساکن ربوہ محلہ دارالرحمت شرقی ضلع جھنگ۔

مثل نمبر ۱۸۴۳۶ میں فضل احمد ولد چوہدری اللہ دتہ صاحب قوم ڈوگر پیشہ طالبعلم عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن دارالصدر غربی لطیف ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۷/۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے بطور جیب خرچ ماہوار مبلغ تیس روپیہ ملتے ہیں میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں میں تازیست اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت یکم اگست ۱۹۶۶ء سے منظور کی جائے۔ العبد فضل احمد ولد چوہدری اللہ دتہ صاحب دارالصدر غربی لطیف ربوہ۔ گواہ شد محمد شریف خان ولد ڈاکٹر حبیب اللہ خان سیکرٹری وصایا دارالصدر غربی لطیف ربوہ۔ گواہ شد نذیر احمد حسین چیمہ سیکرٹری بیت الحفیظ۔

مثل نمبر ۱۸۴۳۹ میں اکبر علی ولد شاہ محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ تجارت عمر ۵۶ سال بیعت ۱۹۲۹ء ساکن ربوہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲ جولائی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد غیر منقولہ ایک مکان ۱۴/۱۸ رقبہ دس مرلہ واقع محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ کے ۱/۳ حصہ کا مالک ہوں۔ باقی دو حصہ برابر کے محمد عالم صاحب مرحوم اور محمد یوسف صاحب ساکن کراچی ہیں۔ اس مکان کے بنانے پر ہم تینوں کا تیرہ تیرہ سو روپیہ خرچ آیا تھا میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میرا پیشہ [illegible] کی تجارت ہے جس سے مجھے ۱۰۰/- روپے ماہوار آمد ہوتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میری یہ وصیت آج مورخہ ۲ جولائی ۱۹۶۶ء سے نافذ فرمائی جائے نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ

موجود ہے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور اسکا حصہ وصیت مبلغ پچاس روپیہ بذریعہ رسید نمبر ۳۰۲۳ مورخہ ۹/۶/۶۶ داخل خزانہ کرا دیا ہے مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی اور جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد اکبر علی۔ گواہ شد علی محمد (بی۔اے۔ بی ٹی) محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ۔ گواہ شد حکیم فقیر احمد ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ۔

مثل ۱۸۴۴۱ میں محمد سعید ولد میاں محمد یوسف خانصاحب قوم راجپوت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن ۲۸۱ فیروز پور روڈ ڈاکخانہ ماڈل ٹاؤن ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵/۶/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت جائداد کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۲۷۵ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد محمد سعید میاں بقلم خود۔ گواہ شد ملک مظفر احمد موصی وصیت نمبر ۱۱۱۶۴ واقف وقف عارضی حال خانیوال۔ گواہ شد عبد الغنی خادم سیکرٹری اصلاح وارشاد۔

مثل ۱۸۴۴۳ میں شیخ اللہ بخش احمدی ولد شیخ امیر اللہ قوم شیخ قریشی پیشہ بیکار عمر ۸۰ سال بیعت ۱۹۲۲ء ساکن خانیوال ڈاکخانہ خانیوال ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶/۵/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے صرف مبلغ دو صد روپیہ نقد میرا کل اثاثہ ہے جس کا ۱/۱۰ (دسواں حصہ) بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے نام وصیت کرتا ہوں اور میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد ثابت ہو جائے تو صدر انجمن احمدیہ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ میرے ورثاء سے لینے کی حقدار ہے العبد اللہ بخش۔ گواہ شد ملک فقیر احمد بقلم خود واقف وقف عارضی نزیل خانیوال۔ گواہ شد محمد طفیل انور ایم۔اے پروفیسر اسلامیہ کالج خانیوال۔

مثل ۱۸۴۴۶ میں محمد اسلم اخوند ولد فضل صدیق قوم صدیقی پیشہ تجارت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن ۱۱۷/۲۴ ہیر آباد ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴ جولائی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں میرا گزارہ تجارت پر ہے جو ایک دکان کی صورت میں ہے۔ اس سے مجھے اندازاً اکیاسی روپے ماہوار آمد ہوتی ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی

میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد اخوند محمد اسلم صدیقی۔ گواہ شد برکات احمد ذبیح جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدر آباد۔ گواہ شد غلام احمد فرخ مربی سلسلہ احمدیہ

مثل ۱۸۴۴۸ میں محمد شفیع بھٹی ولد رحمت قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۶/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ دو سو روپے (-/۲۰۰) ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ نیز یہ وصیت تاریخ منظوری وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد محمد شفیع احمدیہ ہال گاڑی کھاتہ حیدر آباد مورخہ ۳ جون ۱۹۶۶ء۔ گواہ شد فضل محمد ولد فقیر شاہ سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ حیدر آباد۔ گواہ شد ملک محمود احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حیدر آباد۔

مثل ۱۸۴۵۱ میں قاضی محمد شریف ولد حضرت ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب قوم راجپوت جنجوعہ پیشہ پنشنر عمر ۷۴ سال بیعت ۱۹۰۳ء ساکن ۲۵/۱ نیوسول لائنز ڈاکخانہ لائلپور ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳ اگست ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:۔

۱۔ اراضی ۵ مرلے ۱۵ کنال واقع اودھووالی ضلع گوجرانوالہ

۵ " ۴ " " بھوکی "

۱۰ " ۱ " " ماکیوالہ "

کل رقبہ ۱۰-۲۱ کنال مرلے مالیتی ۲۶۸۷/۵۰ روپے پیسے

۲۔ ایک مکان کوٹھی موسومہ ۲۵/۱ نیوسول لائنز لائلپور پراپرٹی 502/6/4-K ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ رقبہ ۴ کنال مالیتی ۲۰,۰۰۰ روپے۔

۳۔ ایک قطعہ اراضی ۴ کنال رقبہ واقع دارالصدر غربی ربوہ مالیتی اندازاً -/۱۰۰۰

۴۔ ایک دکان پراپرٹی $\frac{37.8}{1/3}$ واقع کچہری بازار لائلپور معہ چوبارہ بر منزل بالا اور جسمیں آجکل شاہ میڈیکل ہال بحیثیت کرایہ کاروبار دوا فروشی کرتے ہیں مالیتی -/۲۰۰۰ روپے۔

مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اسکے بعد اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ جائداد کے علاوہ ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے ماہوار آمد بصورت پنشن ۲۴۴ روپے

پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت یکم اگست ۱۹۶۶ء سے نافذ فرمائی جاوے۔
العبد قاضی محمد شریف ولد ڈاکٹر کرم الٰہی کوٹھی نمبر ۲۵ میوسول لائنز لائلپور حال ۲۱ ہال روڈ لاہور۔ گواہ شد۔ پروفیسر قاضی محمد اسلم پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ گواہ شد۔ ڈاکٹر اعجاز الحق ڈینٹل ہسپتال لاہور۔

مثل نمبر ۱۸۴۵۳ میں محمد عیسیٰ ولد حضور ا صاحب قوم جٹ پیشہ تجارت عمر ۶۹ سال۔ بیعت ۱۹۵۹ء ساکن محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۸/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری جائداد غیر منقولہ و منقولہ حسب ذیل ہے (۱) چار کنال چھ مرلہ زمین واقع موضع چھنیاں متصل ربوہ میری ملکیتی زمین موجود ہے۔ یہ زمین بکی ہے جسکی قیمت ۱۹۲۵/- روپے ہے۔
(۲) اسکے علاوہ میرا ایک نیم پختہ مکان واقعہ محلہ دارالرحمت وسطی جس کا رقبہ ایک کنال ہے اور اسکا قطعہ و بلاک نمبر ۲۴ ہے میری ملکیت ہے اسکی اندازاً اسوقت قیمت آٹھ ہزار روپے ہے۔
(۳) بذریعہ تجارت مجھے ۸۰/- روپے ماہوار کی آمد ہے جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اسکے علاوہ میری وفات پر اگر کوئی اور جائداد یا نقدی ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ وارث ہوگی۔ آمد میں کمی بیشی کی صورت میں اسکے مطابق ادائیگی کرونگا۔ میری یہ وصیت صدر انجمن احمدیہ کی منظوری ہونے پر شروع ہو یعنی اسی سے عملدرآمد ہو۔ العبد محمد عیسیٰ محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ۔ گواہ شد محمد یوسف ولد محمد عیسیٰ محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ۔ گواہ شد جلال الدین ولد عبداللہ کشمیری مرحوم محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ۔

مثل نمبر ۱۸۴۵۵ میں محمد اکرم بٹ ولد چوہدری عبدالرحمٰن صاحب قوم بٹ پیشہ طالبعلمی عمر ۱۲ سال پیدائشی احمدی ساکن اوکاڑہ ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۷/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اسوقت میرے نام کوئی جائداد نہیں ہے میں طالب علم ہوں اور مجھے بڑے بھائی صاحب کی طرف سے مبلغ تین روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں داخل کرتا رہونگا۔ میری وفات پر اگر کوئی جائداد ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ وصیت ہذا تاریخ منظوری سے نافذ سمجھی جاوے۔ العبد محمد اکرم بٹ مذکور اوکاڑہ۔ گواہ شد محمد شریف بقلم خود سیکرٹری وصایا۔ گواہ شد محمد اقبال قائد مجلس خدام الاحمدیہ اوکاڑہ۔

مثل نمبر ۱۸۴۵۷ میں مسمی مہر دین ولد جھنڈو قوم ارائیں پیشہ زمینداره عمر ۶۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ۹۶ گ ب ڈاکخانہ [illegible] ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۸/۶۶ حسب ذیل وصیت کر[illegible] واقع چک نمبر ۹۶ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور میں [illegible] علاوہ پیدا کرو [illegible]

ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میری کوئی جائداد یا آمد نہیں ہے۔ اسکے علاوہ کبھی کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت آج سے نافذ فرمائی جاوے۔ العبد مہر دین بقلم خود ۱۲/۸/۶۶۔ گواہ شد بقلم خود بشیر احمد پریذیڈنٹ چک نمبر ۹۶ گ ب ۱۲/۸/۶۶۔ گواہ شد علی محمد سیکرٹری تعلیم تحریک جدید چک نمبر ۹۶ گ ب۔

مثل نمبر ۱۸۴۵۸ میں مبارک احمد ولد بابو نواب دین قوم ارائیں پیشہ تجارت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن لائلپور ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۷/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری جائداد ایک قطعہ سفید زمین واقع محلہ کریم نگر نزد لائلپور رقبہ ۵ مرلے صرف قیمت ۱۹۷۰/- روپے ہے جسکے میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ اسوقت میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ تقریباً ۱۲۰/- روپے ہے لہذا میں اسکا ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ ماہوار دیتا رہونگا اور آمدنی میں کمی بیشی کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں یا مجھے کہیں سے ملے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد مبارک احمد گلی نمبر ۴ مکان نمبر ۲۴۱ آگس پور ضلع لائلپور۔ گواہ شد غلام محمد وصیت نمبر ۱۱۵۵۴۔ گواہ شد فضل الدین جنگوی وصیت نمبر ۲۵۲۰ سیکرٹری وصایا لائلپور۔

مثل نمبر ۱۸۴۶۰ میں نذیر احمد ولد بابو نواب دین قوم ارائیں پیشہ تجارت عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن لائلپور شہر ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۷/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری جائداد ایک قطعہ سفید زمین واقعہ محلہ کریم نگر شہر لائلپور رقبہ ۵ مرلے صرف قیمت ۱۶۷۰/- روپے ہے جس کے میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں اسوقت میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ تقریباً ۱۳۰/- روپے ہے لہذا میں اسکا ۱/۱۰ حصہ بھی باقاعدہ ماہوار ادا کرتا رہونگا اور آمدنی کی کمی بیشی کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیتا رہونگا اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں یا مجھے کہیں سے ملے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت آج کی تاریخ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نذیر احمد پرانی غلہ منڈی انصاف کمیٹی لائلپور۔ گواہ شد غلام محمد وصیت نمبر ۱۱۵۵۴۔ گواہ شد فضل دین جنگوی سیکرٹری وصایا حلقہ غلام محمد آباد لائلپور۔

مثل نمبر ۱۸۴۶۱ میں فتح احمد سیفی ولد چوہدری نور احمد صاحب قوم جٹ ونیس پیشہ [illegible] عمر ۱۸ سال ساکن ۲۳ جی۔ ڈی ڈاکخانہ ۳۹ جی۔ ڈی ضلع منٹگمری صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں

میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت آج سے نافذ فرمائی جائے۔ افتخار احمد سیفی گواہ شد فضل احمد خان اسسٹنٹ سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ۔ گواہ شد محمد علی احمد گولبازار ربوہ۔

مثل نمبر ۱۸۴۶۶ میں سکندر علی ولد محمد ابراہیم قوم شیخ عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن جھنگ صدر ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲ جولائی سنہ ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری جائداد سوائے سکونتی مکان جوکہ تقریباً چار مرلہ ہے اور کوئی نہیں مکان دو منزلہ پختہ اینٹ سے تعمیر ہے قیمت تقریباً چار ہزار روپیہ ہے اور میری ماہوار آمد جو کہ میرے بچے مجھے بطور خرچ دیتے ہیں مبلغ بیس روپے ماہوار ہے میں اپنی جائداد و آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں (۲) اگر میری آمد میں کوئی کمی بیشی ہوگی تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا (۳) اگر میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی (۴) میری وفات پر اگر کوئی ترکہ ماسوائے مندرجہ بالا کے ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی (۵) اگر میں کوئی رقم بحصہ جائداد میں ادا کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم میری جائداد سے منہا کر دی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ العبد سکندر علی ولد میاں محمد ابراہیم ملک سٹریٹ مکان نمبر ۶۰ جھنگ بازار۔ گواہ شد علی محمد ولد میاں کریم بخش موصی نمبر ۱۳۸۲۶ محلہ شیخ والوی جھنگ صدر گواہ شد سراج الدین موصی نمبر ۳۲۵۷ فضل سٹریٹ لوہار بازار جھنگ صدر۔

مثل نمبر ۱۸۴۶۷ میں غلام احمد لدھیانوی ولد آبادان حسین قوم شیخ پیشہ واقف زندگی عمر ۲۴ سال بیعت ۵۶ء ساکن چک ۲۷ گلزار ڈاکخانہ گلزار ارپور ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵/۶/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد جو کہ مبلغ ساٹھ روپے بطور گزارہ الاؤنس یہ ہے جو اسوقت مجھے وقف جدید انجمن احمدیہ ربوہ کی طرف سے ملتا ہے میں اس کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد غلام احمد لدھیانوی حال دفتر وقف جدید ربوہ۔ گواہ شد صوفی عبدالغفور وصیت نمبر ۱۴۳۸۵ کارکن دفتر وقف جدید ربوہ گواہ شد گل محمد معلم وقف جدید ساکن چک ۲۸ شمالی سرگودہا حال ربوہ وصیت نمبر ۱۶۵۰۷۔

مثل نمبر ۱۸۴۶۸ میں سید مبارک احمد شاہ ولد سید عبدالغنی شاہ صاحب قوم سید پیشہ واقف زندگی عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن فیکٹری ایریا ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸/۶/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں میرا گزارہ صرف مبلغ ساٹھ روپے جو کہ مجھے وقف جدید کیطرف سے گزارہ الاؤنس ملتا ہے اور آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دفتر کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اور میں اس حصہ آمد کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور میں انشاء اللہ تعالیٰ ہر ماہ ادا کرتا رہونگا اور مرنے کے بعد اگر میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ العبد سید مبارک احمد شاہ فیکٹری ایریا معلم وقف جدید ربوہ۔ گواہ شد صوفی عبدالغفور وصیت نمبر ۱۴۳۸۵ کارکن دفتر وقف جدید ربوہ۔ گواہ شد فضل القادر وصیت نمبر ۱۵۸۴۹ معلم وقف جدید ربوہ۔

مثل نمبر ۱۸۴۶۹ میں عبداللطیف ولد عبدالعظیم صاحب قوم گوجر پیشہ واقف زندگی عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن چک سکندر ڈاکخانہ چک سکندر ضلع گجرات صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵/۶/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو کہ ساڑھے پانچ کنال زمین بارانی جو میری ملکیت ہے جسکی قیمت مبلغ ایکہزار روپیہ فی کنال ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی (۲) لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد مبلغ ۶۰/- روپے جو کہ مجھے بطور الاؤنس وقف جدید کی طرف سے ملتا ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کا بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ داخل خزانہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ آمد میں کمی بیشی کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیتا رہونگا اور اسکے مطابق یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد عبداللطیف معلم وقف جدید حال ربوہ۔ گواہ شد صوفی عبدالغفور وصیت نمبر ۱۴۳۸۵ کارکن دفتر وقف جدید ربوہ گواہ شد فضل القادر وصیت نمبر ۱۵۸۴۹ معلم وقف جدید ربوہ۔

مثل نمبر ۱۸۴۷۳ میں حکیم ضیاء الحسن ولد حکیم انوار حسین صاحب قوم قریشی پیشہ تجارت عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن خانیوال ڈاکخانہ خانیوال ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴ جولائی سنہ ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے (۱) ایک سفید قطعہ زمین برائے دکان پیمائش ۱۰ × ۱۱ واقع بیرون غلہ منڈی خان پور مالیتی ۵۰۰/- روپے (۲) ایک سفید قطعہ زمین برائے مکان پیمائش ۹ مرلے واقع یونگی نمبر ۱۴ ملتان مالیتی ۱۵۰۰ (۳) میں اپنی اس کل جائداد مالیتی ... حصہ

کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اسکے علاوہ اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسکے بھی 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اس جائداد کے علاوہ میرا گزارہ تجارت کے ذریعہ آمد پر ہے جو اسوقت -/200 روپے ماہوار ہے میں اپنی اس آمد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ اگر کوئی اور ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری موت پر میری جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت جو میری زندگی کی آخری وصیت ہے ہر حالت میں قائم رہے گی اور تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد ضیاء الحسن بقلم خود ولد حکیم انوار حسین صاحب دار الشفاء کچہری بازار خانیوال۔ گواہ شد منور احمد جاوید وصیت نمبر 15557 عارضی واقف زندگی حال وارد خانیوال۔ گواہ شد شریف احمد صدر جماعت احمدیہ خانیوال۔

مثل نمبر 18474 میں احمد دین ولد چوہدری محمد دین صاحب قوم اعوان عمر 46 سال پیدائشی احمدی ساکن مکان نمبر 95 بلاک 1 خانیوال ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 22/2/64 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اسوقت میری جائداد حسب ذیل ہے (1) ایک پختہ مکان نمبر 13-A واقع اکبر بازار خانیوال مالیتی بیس ہزار روپے (-/20000) جو ہم چار حصہ داروں کی مشترکہ ملکیت ہے میں اسکے 1/4 حصہ یعنی -/5000 کا مالک ہوں (2) ایک پختہ مکان نمبر 95 واقع بلاک 1 خانیوال قیمت دس ہزار روپے (-/10000) جو ہم دو بھائیوں کی مشترکہ ملکیت ہے اسمیں میرا 1/2 حصہ یعنی -/5000 ہے میں اپنی اس کل جائداد مالیتی -/10000 روپے کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اسکے علاوہ اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسکے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسکے علاوہ میرا گزارہ تجارت کے ذریعہ آمد پر ہے جو اسوقت -/120 روپے ماہوار ہے میں اپنی ماہوار آمد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے علاوہ آمد کا کوئی اور ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے پر میری جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت جو کہ میری زندگی کی آخری وصیت ہے ہر حالت میں قائم رہیگی اور تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد احمد دین بقلم خود گواہ شد منور احمد جاوید وصیت نمبر 15557 عارضی واقف زندگی حال خانیوال۔ گواہ شد شریف احمد صدر جماعت احمدیہ خانیوال۔

مثل نمبر 18475 میں شیخ عبد الغفور ولد شیخ فضل دین صاحب قوم شیخ قانونگو پیشہ ملازمت عمر 50 سال بیعت 1932ء ساکن خانیوال ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 28/2/64 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے (1) ایک پختہ مکان نمبر 176-A/D نزد ٹاؤن ہال منڈی بوریوالا ضلع ملتان مالیتی بارہ ہزار روپے صرف (2) نقد پانچ ہزار روپیہ جو کہ میرے پاس محفوظ ہے اور کسی کاروبار میں نہیں لگا ہوا میں اپنی اس کل جائداد مالیتی مبلغ -/17000 کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اسکے علاوہ اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اور میں ہر ایسی نئی جائداد کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دینے کا پابند ہونگا۔ اسکے علاوہ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ بذریعہ ملازمت -/105 روپے ہے میں اپنی اس آمد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی اور ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میرے مرنے کے بعد میری جسقدر جائداد ثابت ہو اسکے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت جو میری زندگی کی آخری وصیت ہے ہر حالت میں قائم رہے گی اور تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد شیخ عبد الغفور پٹواری نیز ولد حاجی شیخ فضل دین صاحب مرحوم مکان نمبر 24 بلاک 1 خانیوال۔ گواہ شد منور احمد جاوید وصیت نمبر 15557 عارضی واقف زندگی حال وارد خانیوال 28/2/64۔ گواہ شد شریف احمد صدر جماعت احمدیہ خانیوال 28/2/64۔

مثل نمبر 18476 میں ناصر احمد ظفر ولد محمد ابراہیم صاحب شاد قوم کھرل پیشہ ملازمت عمر 29 سال پیدائشی احمدی ساکن ریلوے کالونی خانیوال ڈاکخانہ خانیوال ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 24/2/64 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اسوقت کوئی جائداد نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو بذریعہ سرکاری ملازمت -/110 روپے ماہوار ہے میں اپنی اس ماہوار آمد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے بعد اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے پر میری جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت جو کہ میری آخری وصیت ہے ہر حالت میں قائم رہے گی اور تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد ناصر احمد ظفر بقلم خود ریلوے کالونی خانیوال ضلع ملتان۔

گواہ شد۔ منور احمد جاوید وصیت نمبر 15557 عارضی واقف زندگی حال وارد خانیوال ضلع ملتان۔

گواہ شد۔ شریف احمد صدر جماعت احمدیہ خانیوال ضلع ملتان +

القول المبین

مودودی صاحب کے کتابچہ "ختمِ نبوت" کا تفصیلی جواب

از قلم

مولانا ابو العطاء جالندھری

قیمت دو روپے

ملنے کا پتہ : مکتبہ الفرقان ربوہ

Monthly **AL-FURQAN** *Rabwah*

Regd. No. L 5708 **November 1966**

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام

مسجد کو اسلام میں عبادت گاہ ہونے کے علاوہ تربیتی مرکز کی حیثیت بھی حاصل ہے ۔ مسجد اتحاد کا بنیادی ذریعہ ہے ۔ جماعت احمدیہ کو یہ توفیق مل رہی ہے کہ وہ بیرونی ممالک میں مساجد بھی قائم کر رہی ہے ۔

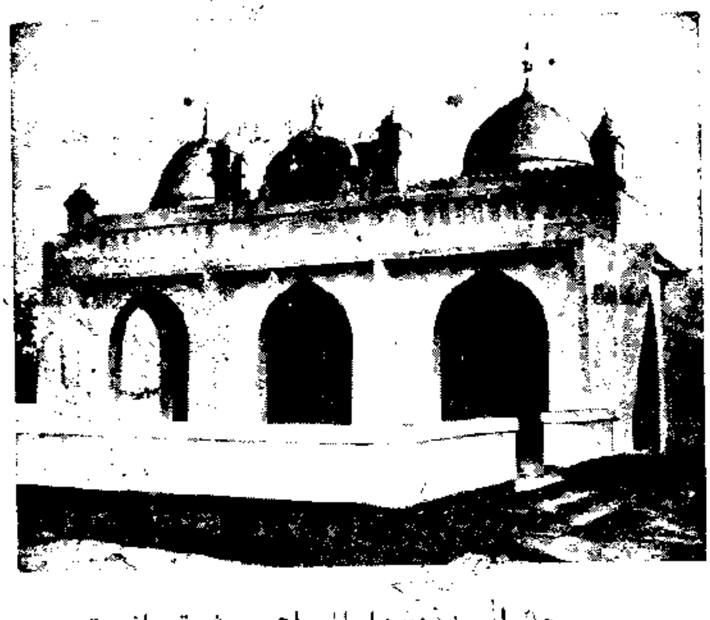

مسجد احمدیہ دارالسلام مشرقی افریقہ

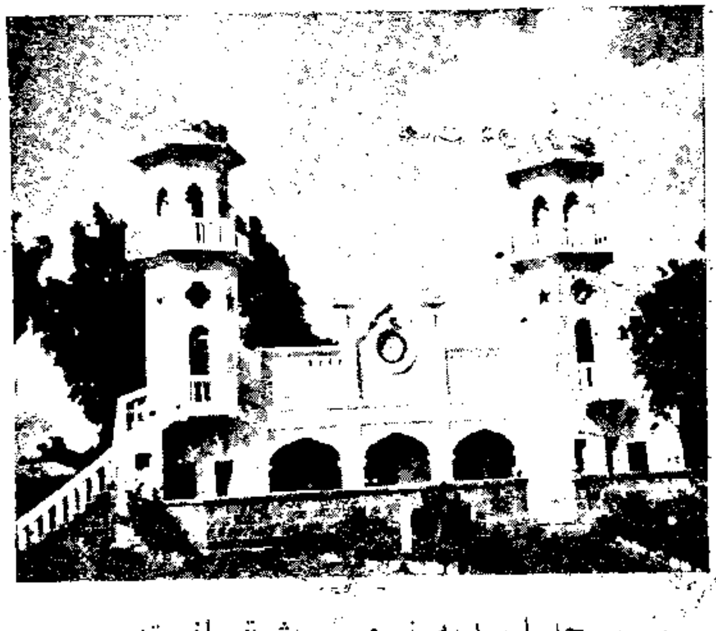

مسجد احمدیہ نیروبی مشرقی افریقہ

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں چھپا ۔